عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ

604

# تاریخ الاسلام

حصہ سوم

دارالاشاعت کراچی

قَالَ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ

اک رند ہے اور سیرت سلطان مدینہ

ہاں کوئی نظر، رحمت سلطان مدینہ

سلسلہ

# تاریخ الاسلام

کا

تیسرا نمبر ۳

جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس اخلاق و آداب۔ حلیۂ مبارکہ اور پاکیزہ ترین تہذیب کا جامع و بہترین مرقع درج ہے

از مولانا سید محمد میاں صاحب دامت برکاتہم

ناشر

دارالاشاعت مولوی مسافر خانہ کراچی

قیمت۔ دس آنے

# فہرست مضامین تاریخ الاسلام

## حصہ سوم


ہمارے آقا کا حلیہ شریف ۳
حضورؐ کے پیدائشی اوصاف ۷
حضورؐ کے اخلاق اور عادتیں ۱۰
اندرونِ خانہ ۱۸
دربارِ خاص ۱۸
دربارِ عام ۱۹
حضورؐ کا کلام اور طرز گفتگو ۲۲
حضورؐ کے معاملات ۲۵
حضورؐ کے کھانے پینے کے متعلق اخلاق ۲۷
راحت اور آرام ۳۰
پوشاک و لباس وغیرہ ۳۱
صفائی ۳۴
نکاح ۳۵
حضورؐ اکرم کی بیبیاں یعنی مسلمانوں کی مائیں ۴۰
رشتہ دار اور لواحقین ۴۷
آزاد کردہ غلام و باندیاں ۴۸
جانور، ہتھیار اور گھریلو سامان ۵۱
برتن وغیرہ ۵۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

# تاریخ الاسلام حصہ سوم

## ہمارے پیارے آقا کا حلیہ شریف

سوال۔ سرکار دو عالم ؐ کا حلیہ شریف کیا تھا؟

جواب۔ ہماری روحوں کے بادشاہ کا!

قد مبارک۔ دیکھنے میں درمیانی تھا۔ نہایت مناسب۔ مگر یہ معجزہ تھا کہ جب چند آدمیوں کے ساتھ چلتے تو سب سے اونچے معلوم ہوتے تھے

سر مبارک۔ کلاں و بزرگ۔ سرداری کا تاج۔ عقل و تدبّر کا پیکر۔

بدن مبارک۔ گٹھا ہوا۔ خوبصورت۔ سجاوٹ کے ساتھ بھرا ہوا خوبصورتی گھپی ہوئی۔ جتنا کوئی غور کرتا خوبصورتی زیادہ معلوم ہوتی تھی بدن مبارک پر بال بہت کم چمک زیادہ۔ سر مبارک کے بال سیاہ چمکدار کسی قدر گھونگریالے بالوں میں تیل یا مشک جیسی چیزوں کا بھی استعمال فرماتے تھے۔

کچھ عمر کی رسیدگی۔ کچھ خوشبو وغیرہ کے استعمال کے باعث بالوں میں کسی قدر بھورا پن سا آگیا تھا۔

ریش مبارک۔ گھنی اور خوبصورتی کے ساتھ بھرپور ریش اور سر مبارک میں گنتی کے کچھ بال سفید بھی ہو گئے تھے۔ بعضوں نے ( ) بھی بتائی ہو کر ریش مبارک امور مقدس پیشانی۔ کشادہ اور روشن گویا آفتاب کا کنارہ بلکہ حسن وجمال کا سجدہ گاہ

بھوئیں۔ گنجان۔ دراز اور باریک۔ اُن کی نازک خمیدگی قوس قزح کے لئے باعث صد رشک جن کے بیچ میں کشادگی۔ یعنی اقبال اور برکتوں کی کھلی دلیل اُن دونوں کے بیچ میں ایک رگ تھی جو غصہ کے وقت ابھر جاتی اور پھڑکتی تھی۔

مبارک آنکھیں۔ بڑی بڑی تھیں۔ موتی چور۔ جن کے سرخ ڈورے جمال کے ساتھ جلال کی شان بھی دوبالا کرتے تھے۔ پتلی سیاہ۔ شفرہ گویا اور کے آبگینے پر سیاہ مخمل کی بُندکی۔ یا موتی کی آبدار سطح پر رُخ حور کا کالا تِل، پلکیں گنجان اور سیاہ اور تلوار جیسے خم کے ساتھ دراز۔

رنگ۔ سفید۔ سرخی گھلی ہوئی جس میں رونق اور چمک حسن کو دوبالا کر دینے والی

ایک رخسار سے۔ نرم۔ سرخی مائل۔ گویا چاند پر گلاب کی سرخی ہموار اور ہلکے نہ گوشت لٹکے ہوئے۔

مقدس ناک۔ بلندی مائل مگر زیادہ اونچی نہ تھی کہ بدنما معلوم ہوتی اُس پر چمک اور نور کی عجیب بلندی تھی کہ پہلے پہل دیکھنے والا اونچی سمجھتا مگر غور سے معلوم ہوتا کہ نور اور چمک کے باعث بلند معلوم ہوتی ہے بانسا خوبصورتی

کے ساتھ اُوپر اُٹھا ہوا۔

دہن مبارک۔ مناسب طور پر کشادہ۔ پاکیزگی اور فصاحت کا دیباچہ
دندان مبارک۔ باریک۔ آبدار اور روشن چمکدار۔ سامنے کے دانت
ایک دوسرے سے کسی قدر چھید سے۔ مسکراہٹ کے وقت ایسا
معلوم ہوتا کہ اولوں کی لڑی سے نازک نقاب ہٹ گیا۔ گفتگو کے
وقت معلوم ہوتا کہ تاروں کی کرنیں دندان مبارک سے پھوٹ پھوٹ
کر شوخیاں کر رہی ہیں۔

شاندار چہرۂ انور۔ چودھویں رات کا چاند۔ نہیں چاند بھی اُس سے
شرمندہ۔ خدا کی قسم چاند سے بہت پیارا۔ کتابی تھا۔ مگر کسی قدر گولائی
لئے ہوئے۔ وجاہت سے بھرا ہوا۔ خاموشی کے وقت ہیبت اور
عظمت ٹپکتی دیکھنے والا مرعوب ہو جاتا۔ گفتگو کے وقت موتی برستے
پیاری بول چال دل میں جگہ کرلیتی۔ محبت کا بیج بو دیتی۔ خیال ہوتا
موتیوں کی بارش ہو رہی ہے۔

پاکیزہ گردن۔ سانچے میں ڈھلی ہوئی ایسی صاف کہ مرمر کی صفائی
اس کے سامنے ہیچ۔ ایسی سپید کہ چاندی کی خوبصورت سفیدی اُس
سے شرمندہ۔

دونوں شانوں کے بیچ میں خاتم نبوت یعنی نبوت کی مُہر
خزانۂ معرفت یعنی سینۂ مبارک۔ چوڑا۔ اور بھرا ہوا۔
شکم مبارک۔ سینہ کی برابر نہ آگے بڑھا ہوا۔

---

لہ یعنی چہرۂ انور نہ بالکل گول تھا نہ بالکل لانبا بلکہ دونوں کے درمیان تھا ۱۲

سینہ مبارک کے بالائی حصہ پر کسی قدر بال تھے۔ باقی سینہ اور شکم بالوں سے صاف صرف سینہ مبارک سے ناف تک بالوں کی باریک سی ایک دھاری تھی۔

شانے۔ بھاری۔ پُر گوشت اور ایک دوسرے سے فاصلہ پر۔

کلائی۔ دراز اور چوڑی۔ گویا شیر بلکہ اس سے بھی قوی اور مضبوط۔

ہتیلیاں۔ گداز پُر گوشت۔ چوڑی۔ ایسی نرم کہ ریشم اور حریر بھی ان کے سامنے مات۔ ایسی خوشبو کہ عطر شرمندہ۔

اعضا کے جوڑ۔ اور ان کی ہڈیاں۔ بڑی۔ چوڑی۔ مضبوط

پائے مبارک۔ پُر گوشت۔ زیبائش کے ساتھ ہموار ایسے صاف کہ پانی کے قطرے اُن پر ٹھہر نے سے لرزاں۔ ایسے ستھرے کہ بلور اُن پر سو جان سے قربان۔ جو وقت اور تیزی سے اُٹھتے اور کشادگی۔ پھرتی و متانت کے ساتھ رکھے جاتے۔

ایڑی مبارک۔ پر گوشت کم۔

انگلیاں۔ مناسبت کے ساتھ درازی کی خوبصورتی سے آراستہ پسندیدگی کا منظر۔

پسینہ اور لعاب۔ کی خوشبو۔ مشک اور عنبر کی خوشبو کو بھی مات کرتی تھی۔ لعاب مبارک عاشقان محمدی اپنی ہتیلیوں پر لیتے۔ اور پھر گویا مشک کی لوٹ ہوتی جس کو جھپٹ جھپٹ کر لوگ چہرے اور سر پر ملتے۔ پسینہ مبارک کا کوئی قطرہ مل جاتا تو عطر کی طرح رکھتے۔

بول و براز۔ کو زمین نگل جاتی تھی۔ غلطی سے ایک شخص نے حضورؐ کا بول پی لیا تھا جو شب کے وقت پیالہ میں کیا گیا تھا اور ابھی زمین پر نہ پڑا تھا ہمیشہ اس شخص کے بدن سے خوشبو آتی رہی۔

رفتار مبارک۔ تیز ہوتی۔ قدم مبارک کسی قدر کشادہ پڑتا۔ زمین پر آہستہ پڑتا۔ مگر اُس کا اٹھنا قوت کے ساتھ ہوتا۔ نہ متکبروں کی سی اکڑ۔ نہ پوستیوں جیسی بے جان چال۔ نگاہ نیچی رہتی۔ ایسا معلوم ہوتا گویا ڈھال میں اتر رہے ہیں۔ یعنی کسی قدر آگے کو جھکے ہوئے۔

## مہر نبوت

سوال۔ مہر نبوت کہاں تھی۔

جواب۔ دونوں شانوں کے بیچ میں بائیں طرف کو سخت ہڈی کے قریب۔

سوال۔ اُس کی شکل کیا تھی

جواب۔ مسّہ کی طرح خوبصورتی کے ساتھ گوشت مبارک ابھرا ہوا تھا۔ جو بدن کی عام رنگت سے کسی قدر زیادہ سرخی لئے ہوئے تھا اس کی شکل کچھ بندھی مٹھی کے مشابہ تھی۔ چاروں طرف بڑے بڑے تِل تھے۔ جو بڑائی کی وجہ سے مسّوں کی برابر معلوم ہوتے تھے۔ اور گرداگرد بال تھے۔

سوال۔ مہر نبوت کس قدر بڑی تھی

جواب۔ کبوتر کے بیضہ یا سیج بند کی گھنڈی کی برابر

## حضورؐ کے پیدائشی اوصاف

سوال۔ حضورؐ کے پیدائشی اور

نظری اوصاف بیان کرو۔

جواب۔ خداوند عالم نے حضورؐ کو تمام اوّلین اور آخرین کا علم عطا فرمایا تھا۔ ذکاوت۔ ذہانت۔ تدبّر۔ عقل سیاست ملکی اور خانگی انتظام حضورؐ کی تعلیمات سے اور آپ کے واقعات زندگی سے ظاہر ہیں حق یہ ہے کہ ہر ایک وصف کی انتہا تھی۔ کیوں نہ ہو حضورؐ کا ہر ایک وصف معجزہ تھا۔ بہادری اور دلیری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی صحابہ کا بیان ہے کہ جب لڑائی سختی پر ہوتی تو ہم حضورؐ کی پناہ لیا کرتے تھے حضورؐ دشمن کے بہت زیادہ قریب رہتے تھے۔ ہم میں سے کوئی بھی اتنا قریب نہ رہتا غور سے دیکھا جائے تو حنین کی جنگ میں تن تنہا حضورؐ نے فتح حاصل کی تھی۔ باوجودیکہ ہزاروں سے مقابلہ تھا۔ ایک رات مدینہ والوں کو حملہ کا خطرہ تھا۔ لوگ فکرمند تھے۔ حضورؐ تن تنہا گھوڑے پر سوار ہو کر اطمینان سے تمام مدینہ کا چکر کاٹ آئے۔ اور فرمایا کہ آرام کرو کوئی خطرہ نہیں۔ تم پہلے پڑھ چکے ہو کہ اُحد اور حُنین جیسے موقعوں پر حضورؐ کے قدم مبارک میں کوئی حرکت تو کیا ہوتی اور استقلال پیدا ہو گیا تھا۔

خیالات بلند۔ ارادہ مضبوط۔ ہمت عالی۔ تمام کاموں میں استقلال تمام معمولوں میں پائیداری۔ اوقات کی پوری پابندی۔ کسی چیز کی محبت یا دنیا کا کوئی نقصان حضورؐ کے ارادہ میں فرق نہ پیدا کر سکتا تھا۔

سچائی امانت داری۔ کافروں میں بھی اس قدر مشہور تھی کہ صادق اور امین لقب رکھ رکھا تھا۔ ہجرت کے وقت قتل کے منصوبے ہو رہے

تھے مگر اس خونی دشمنی کے باوجود امانتیں حضورؐ کے پاس ہی رکھی تھیں
بہادر شخص۔ رحم دل اور سنجیدہ نہیں ہوا کرتا۔ ایک کے لئے دل کی سختی درکار ہے۔ دوسرے کے لئے نرمی لازمی۔ ایک گرمی کو چاہتا ہے۔ دوسرا ٹھنڈک کو۔ مگر یہ معجزہ تھا کہ دونوں وصف برابر کے تھے یہاں آگ اور پانی دونوں اکٹھے ہو رہے تھے۔

سخاوت۔ گویا رگ اور پٹھوں میں بھری ہوئی تھی۔ کسی چیز کے ہوتے ہوئے مجال تھا کہ زبانِ مبارک سے "نا" نکل جائے۔ کیا مجال کہ بال بچوں[1] کی بھوک پیاس سخاوت میں رکاوٹ پیدا کر دے۔ اس دربارِ رحم و سخا سے مسلم۔ کافر۔ بلکہ انسان حیوان۔ برابر کی سیرابی حاصل کرتے تھے۔ ایسا بھی ہوا کہ جب تک درہم یا دینار مکان میں رہا اور کوئی مستحق نہ ملا جس کو دیا جائے تو حضورؐ دولت خانہ میں تشریف نہ لے گئے۔

تواضع اور عاجزی کے حضورؐ پیکر تھے۔ حاتم طائی کے بیٹے عدی صرف تواضع ہی کو دیکھ کر سچائی کے قائل ہو گئے تھے۔

---

[1] حضورؐ کی اکلوتی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ چکی خود پیستی تھیں پانی خود لاتیں۔ جھاڑو خود دیتی تھیں۔ ہاتھوں میں چکی سے گٹھے پڑ گئے۔ مبارک اور نازک مونڈھے مشکیزہ سے چھل گئے نورانی لباس گرد سے بھر گیا۔ غلام کی درخواست کی۔ فرمایا۔ فلاں شہید کے یتیم بچوں سے اس مرتبہ وعدہ کر چکا ہوں اس دفعہ تو وہ پورا ہو گا۔ آئندہ تمہیں دیدونگا مگر بہترین غلام وہ ہے جو آخرت میں خدمت کرے۔ تم ہر نماز کے بعد سبحان اللہ۔ الحمد للہ۔ اللہ اکبر تینتیس ۳۳ تینتیس بار پڑھ لیا کرو یہ آخرت کے خادم ہیں۔ اس قسم کے واقعات بہت سے ہیں مثال کے طور پر ایک کا ذکر کیا۔

یہود کے بہت بڑے عالم حضرت عبداللہ بن سلامؓ بے تکلفی اور سادگی ہی دیکھ کر حلقہ بگوش ہوئے تھے اور کہدیا تھا کہ یہ چہرہ جھوٹا نہیں ہے تمام عظمت اور بزرگی کے باوجود حیا اور شرم کنواری لڑکیوں سے بھی زیادہ تھی۔ عفت اور پاکدامنی۔ زندگی کا جز تھا۔ یاد ہوگا لڑکپن میں جب ایک مرتبہ ستر کھل گیا تھا تو حضورؐ بے ہوش ہو گئے تھے۔

# حضورؐ کے اخلاق اور عادتیں

سوال۔ حضورؐ کی عام عادتیں اور اخلاق کیا تھے۔

جواب۔ سچ تو یہ ہے کہ بیان کرنا ناممکن۔ حد ہو گئی کہ زوجہ محترمہ حضرت عائشہ صدیقہؓ یعنی پاک زندگی کی سمجھدار راز دار بھی اس سوال کے جواب میں اس کے سوا کچھ جواب نہ دے سکیں۔ "حضورؐ کا خلق مبارک قرآن پاک تھا"۔ مطلب یہ ہے کہ آپ کے اخلاق۔ قرآنِ پاک یعنی خدا کے احکام اور اس کی رضا کے عملی نمونہ تھے۔

لڑائی۔ صلح۔ دشمنی۔ دوستی۔ آرام۔ عبادت۔ خوراک۔ پوشاک۔ اٹھنا بیٹھنا۔ سونا۔ جاگنا۔ غرض تمام موقعوں پر حضورؐ کا وہی طرز ہوتا۔ جو خدا کی مرضی ہوتی۔

جو لوگ برسوں اور مدتوں حضورؐ کی خدمت میں رہے۔ اُن کا بیان ہے کہ حضورؐ اپنی وجہ سے کبھی کسی پر خفا نہ ہوتے۔ اپنے نقصان کا کبھی کسی سے بدلہ نہ لیتے۔ ہاں اگر شریعت کا کوئی حق ضائع ہوتا تو پھر غصّہ کی کوئی انتہا نہ تھی۔ اُس وقت آپ کی سزا سے نہ کوئی سفارش بچا سکتی۔ نہ کسی کی محبت[1]۔

وسعت اور عمدگیِ اخلاق ہی تھی جس کو نبوت کے ثبوت میں پیش کیا جاتا اور بڑے بڑے کٹر کافر اور جانی دشمن گردن جھکا دیتے اور حضورؐ کی محبت کے متوالے بن جاتے

گستاخی۔ بے ادبی۔ تکلیف۔ رنج۔ کا بدلہ محال تھا کہ معافی کے علاوہ کوئی اور ہوتا۔

یادِ خدا سے کوئی وقت خالی نہ تھا۔ سونے کے وقت آنکھیں سوتیں مگر دل یادِ خدا میں جاگتا رہتا۔ ایک ایک مجلس میں ستّر اور سو مرتبہ استغفار تو صحابہ سُن لیتے

خدمتِ خلق۔ پاکیزہ زندگی کا سب سے بڑا مقصد تھا۔

ہمدردیِ خلق۔ ایک دوسرا اساس تھا جس پر زندگی کا گویا مدار تھا۔ زندگی انتہائی خطرہ میں ہوتی تب بھی ہمدردیِ مخلوق کا ولولہ تمام خطروں سے

---

[1] یہاں تک ارشاد ہوا اگر میری بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا (خدا نخواستہ) چوری کرلے تو اُس کے بھی ہاتھ کاٹوں گا ۱۲ منہ

آزاد رہتا بلکہ پورے جوش پر ہوتا۔ اُحد کی لڑائی میں چہرہ مبارک میں دو[۲] کڑیاں چبھی ہوئی ہیں۔ خون کے چشمے چہرۂ مبارک کی رگوں سے اُبل رہے ہیں۔ مگر مخلوقات کا سب سے بڑا ہمدرد ایک ایک قطرہ کی حفاظت کر رہا ہے کہ اگر زمین پر گر گیا تو قہر الٰہی جوش میں آجائے گا۔ اس کا افسوس نہیں کہ اتنی بڑی گستاخی۔ اتنی بڑی درندگی اور بے دردی کیوں کی گئی۔ افسوس اس کا ہے کہ اس قوم کی فلاح و ترقی میں کوئی رکاوٹ نہ پیدا ہو جائے۔ بار بار یہ ارشاد زبان مبارک پر ہے۔ ہائے وہ قوم فلاح کیوں کر پائے گی جس نے اپنے سب سے بڑے خیر خواہ کے ساتھ یہ برتاؤ کیا۔

**تواضع اور انکساری۔** حد درجہ کی تھی۔ غریب سے غریب بھی اگر دعوت کرتا تو بلا تکلف منظور فرما لی جاتی۔ اور پیغمبر شاہ دو جہاں کو ایک غریب کے جھونپڑے پر جانے میں کوئی عذر نہ ہوتا۔ معمولی سے معمولی شخص جہاں چاہتا۔ حضور ؐ سے گفتگو کر سکتا تھا۔ نہ دروازہ پر کوئی دربان تھا۔ نہ راستہ میں کوچوان کی ہٹو بچو نہ ساتھیوں کے ساتھ چلنے میں کوئی نرالی شان ہوتی۔ نہ بیٹھنے میں کوئی امتیازی شان۔ راحت اور آرام میں سب سے

---

لہ طائف میں جب جسد اطہر کو اینٹوں اور پتھروں کے حملوں سے خون سے رنگ دیا گیا ملک الجبال کہتا ہے۔ بد دعا کیجئے۔ مگر ہمدردی خلق کا ولولہ پکارتا ہے۔ نہیں ممکن ہے ان کی نسل میں کوئی بچہ پیدا ہو جو صداقت کو تسلیم کر لے۔ اُحد میں سب کچھ ہوتا ہے۔ پے در پے حملے ہو رہے ہیں کہ مخلوق کے سب سے بڑے ہمدرد کو مخلوق سے جدا کر دیا جائے۔ مگر زبان پر یہی ہے۔ اے اللہ میری قوم کو معاف فرما وہ مجھے جانتی نہیں ۱۲

کم حصہ ہوتا۔ مگر مشقت اور جفاکشی میں سب کی برابر بلکہ زیادہ۔ جوتے یا پھٹے ہوئے کپڑے خود سی لیتے۔ دراز گوش پر سوار ہونے میں بھی کوئی تکبر نہ ہوتا۔ ارشاد ہوا۔ تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم کی اصل مٹی ہے جب کبھی دو چیزوں میں اختیار دیا جاتا۔ تو حضور آسان کو پسند فرماتے ہاں اگر اس میں بدسلوکی یا ناانصافی ہوتی تو آپ اُس سے کوسوں دور رہتے کم گوئی حضور کی طبیعت تھی۔ اگر فرماتے تو مفید بات دوسروں کو بھی تعلیم ہوتی کہ جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو لازم ہے وہ خاموش رہے۔ اور بولے تو اچھی بات۔ ارشاد ہوا مسلمان کی خوبی اس میں ہے کہ بیکار بات اُس سے سرزد نہ ہو۔

رنج اور خوشی ہر حالت میں خدا کی طرف توجہ ہوتی۔ اگر کوئی ناگوار بات پیش آتی تو فرماتے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ یا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ خوشی کے موقع پر فرمایا جاتا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

حضورؐ کا غصہ اور خوشی دونوں چہرہ مبارک سے ظاہر ہو جاتے جب خفا ہوتے تو منہ پھیر لیتے اور خوشی کے وقت آنکھ نیچی ہو جاتی۔

حضورؐ کے دامن رحمت میں جانور بھی اسی طرح پناہ لیتے جیسے انسان اور کافر بھی اس سایہ میں ویسے ہی آرام پاتے جیسے مسلمان

ارشاد ہوا مومن وہ ہے جس سے آدمؑ کی ساری اولاد کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔

جانوروں پر مہربانی۔ بلّی آتی تو اس کے پانی کا برتن اس وقت

تک جھکائے رکھا جاتا جب تک وہ سیراب نہ ہو جائے۔ فرمایا ایک بدکار عورت کی اسی میں نجات ہو گئی کہ پیاس سے سسکتے ہوئے کتے کو پانی پلا دیا تھا جس سے وہ زندہ ہو گیا۔ ایک عورت اسی باعث دوزخ میں جل رہی ہے کہ بلّی کو باندھ لیا تھا مگر کچھ کھانے کو نہ دیا یہاں تک کہ بلّی مر گئی۔

سوار ہونے والوں کو وصیّت ہوتی کہ سواریوں پر سختی نہ کریں ذبح کرنے والوں کو حکم ہوتا کہ ذبح میں تکلیف دہ طریقہ اختیار نہ کریں گھوڑے والوں کو نصیحت ہوتی کہ اپنے گھوڑوں کے مُنہ کو چادر یا آستین سے صاف کر لیا کریں۔ اسی عام رحم و کرم کا بھروسہ تھا کہ جانور بھی اپنی شکایتیں حضورؐ کے دربار میں پیش کرتے تھے۔

سوال۔ عبادات میں حضورؐ کا طرز کیا تھا۔

**جواب**۔ حضورؐ کو تمام کاموں میں درمیانی رفتار پسند تھی۔ جو ہمیشہ نبھائی جا سکے۔ فرضوں اور سنتوں کے علاوہ مندرجہ ذیل نفلوں کے پڑھنے کا عموماً تذکرہ احادیث میں ہے۔

(۱) اشراق۔ دوؔ چارؔ۔ یا آٹھؔ رکعت (۲) عصر سے پہلے ۴ رکعت (۳) مغرب کے بعد صلوٰۃ الاوابین ۶ رکعت سے ۲۰ رکعت تک (۴) مسجد میں داخلہ کے وقت۔ دوؔ رکعت تحیۃ المسجد (۵) وضو کے بعد دو رکعت تحیۃ الوضو (۶) تہجد ۱۲ رکعت تک۔

سفر میں چار رکعت فرض کے بجائے دو رکعت پڑھتے تھے۔ نوافل

عموماً فرضوں کی شان سے نہ پڑھتے تھے۔ ایسا بھی ہوا کہ سواری پر ہی نفلیں پڑھ لیں۔

نماز حضورؐ کی طویل ہوتی تھی خصوصاً جبکہ تنہا پڑھتے تھے۔ قیام اتنا طویل ہوتا کہ پیروں پر ورم آجاتا تھا۔ سجدہ میں اتنی دیر پڑے رہتے کہ خیال کرنے والے کو وہم ہونے لگتا۔ قرأت میں ایک ایک حرف کر کے صحیح صحیح طرز سے جُدا جُدا پڑھتے۔ نفلیں بیٹھ کر بھی پڑھ لیتے تھے رات کے تین حصے فرما لیتے۔

(۱) پہلا حصہ مغرب اور عشاء وغیرہ کی نماز کا (۲) دوسرا حصہ سونے کا (۳) تیسرا حصہ تہجد کی نماز کا۔

فرض روزوں کے علاوہ عموماً پیر اور جمعرات کا روزہ رکھتے تھے۔ نیز مہینے کے پہلے یا بیچ کے یا آخر کے تین دنوں میں روزہ رکھتے۔ ان کے علاوہ ۹ ذی الحجہ۔ ۱۰ محرم۔ ۱۵ شعبان کا روزہ بھی رکھتے۔ اور بلا کسی قید کے بھی روزہ رکھ لیتے۔ نیز ایسا بھی ہوا کہ جب معلوم ہوا گھر میں کچھ نہیں تو روزہ رکھ لیا۔ حضورؐ دو دو تین تین دن کا روزہ بھی رکھ لیتے جس کو صوم وصال کہا جاتا ہے۔ جو صرف حضورؐ کے لئے خاص طور پر جائز تھا اور کسی کے لئے نہیں۔

**سوال۔** ملنے جلنے کے متعلق حضورؐ کے کیا اخلاق تھے۔

**جواب۔** ملنے جلنے کا کچھ ایسا طریقہ تھا کہ ہر ایک شخص یہی خیال کرتا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سب سے زیادہ عنایت میرے ساتھ

ہے جس سے ملتے خندہ پیشانی کے ساتھ تبسّم اور تازہ روئی حضورؐ کی عام عادت تھی جس کی نظیر نہ ملتی تھی

اپنے ساتھیوں کی بہت عزت فرماتے۔ ان کے لئے تکلیفیں برداشت کرتے تھے۔ شرعی وجہ سے بدون محال تھا کہ کوئی ایسی بات زبان مبارک سے ادا ہو جس سے کسی کو تکلیف پہنچے۔ جب تک ملنے والا خود نہ اٹھتا حضورؐ نہ اٹھتے مگر مجبوری جس کی معذرت فرما لیتے۔ مجلس میں کبھی پاؤں پھیلا کر نہ بیٹھتے۔ لوگوں کے لئے جگہ چھوڑ دیا کرتے۔ اٹھنے بیٹھنے میں کوئی جدا شان نہ ہوتی۔ زانو مبارک ہمنشینوں کی برابر رہتے نہ آگے جدا۔ مجلس میں جہاں جگہ ملتی وہیں بیٹھ جاتے۔ صدر مقام کی کبھی خواہش نہ کرتے۔

خاص موقعوں پر ملاقات کے لئے عمدہ لباس بھی زیب تن فرمالیتے تھے بال وغیرہ بھی درست فرما لیتے۔ اگر کوئی حضورؐ کو دفعتہً دیکھتا تو بیشک اس پر رعب چھا جاتا۔ مگر جوں جوں ملتا بات چیت ہوتی حضورؐ کا دیوانہ ہو جاتا۔

حضورؐ خوش طبعی بھی فرماتے تھے مگر جھوٹ بات کبھی زبان پر نہ آتی حضور صلعم کے ساتھی آپس میں پہلے زمانہ کی باتیں کرتے۔ آپ خاموش بیٹھے سنا کرتے۔ وہ کسی بات پر ہنستے تو آپ بھی مسکرا دیتے۔ اور جب حضورؐ کوئی بات فرماتے تو سب خاموش ہو کر سننے لگتے۔ جب حضورؐ کسی سے ملتے پہلے ہی سلام کر لیتے۔ اپنے ساتھیوں کی ہمیشہ خیریت دریافت فرماتے۔ اگر کوئی بیمار ہو جاتا اس کی مزاج پرسی کیلئے مکان

تشریف لے جاتے۔ اگر کوئی سفر میں جاتا تو اس کے لئے دعا فرماتے رہتے۔ اگر معلوم ہوتا کوئی رنجیدہ ہے تو اس کی دلداری فرماتے۔ اگر کسی سے کوئی خطا ہو جاتی تو اس کا عذر قبول فرماتے۔ حضورؐ کے دربار میں امیر غریب۔ کمزور قوی سب برابر تھے

سوال۔ حضورؐ اپنے اوقات کی کس طرح تقسیم فرماتے تھے۔ یعنی روزانہ کا عام پروگرام کیا تھا۔

جواب۔ مجلس مبارک کی دو صورتیں تھیں۔ جن پر حضورؐ کا وقت تقسیم ہوتا تھا۔

(۱) مکان کے اندر (۲) مکان کے باہر

پھر مکان کے اندر کے وقت کو تین حصوں پر تقسیم فرماتے۔

(۱) عبادت کے لئے (۲) گھر والوں کے کام کاج۔ بات چیت۔ ہنسنے بولنے کے لئے (۳) آرام کے لئے۔

پھر آرام کے وقت میں سے بھی ایک حصہ امت کے کاموں کے لئے وقف کر دیتے جس کی صورت یہ تھی کہ حضورؐ خواص کو باریابی کا موقعہ دیتے اور پھر خواص کے ذریعہ سے عوام تک فیوض اور تعلیمات پہنچاتے۔ یہ خواص وہ ہوتے جن سے دینی یا دنیاوی ضرورتوں میں سے کسی چیز کو مخفی نہ رکھا جاتا۔

سوال۔ حضورؐ کی بارگاہ میں خصوصیت کا مدار کیا تھا۔

جواب۔ دینی فضیلت۔ مخلوق کی خدمت اور غمگساری

## اندرون خانہ

سوال۔ گھر والوں کے لئے جو وقت مخصوص ہوتا اُس میں حضورؐ کس شان سے رہتے تھے

جواب۔ جیسے عام گھر والے اپنے بیوی بچوں کے ساتھ رہتے ہیں پہلے زمانہ کے قصے بھی بیان فرماتے۔ دلچسپی کی باتیں بھی ہوتیں ہنسی مذاق اور کبھی کبھی عتکر رنجی وغیرہ بھی ہوتی۔ گھر کے کام میں بھی حصّہ لیتے۔ بکری کا دودھ بھی دوھ لیتے۔ اپنا کام خود ہی کرتے

حضورؐ اپنی بیویوں میں سے روزانہ رات کو نمبروار ایک ایک کے یہاں رہتے۔ باقی دن میں ایک مرتبہ عموماً عصر بعد ہر ایک کے مکان پر جاتے۔ اور مغرب بعد سب اُس مکان میں آتیں۔ جن کے یہاں اُس رات کو رہنے کا نمبر ہوتا۔

## دربارِ خاص

سوال۔ آرام کے وقت میں سے جو حصّہ اُمت کے لئے نکالا جاتا تھا اُس کی کیا خصوصیات تھیں۔

جواب۔ (۱) اہل فضل یعنی زیادہ علم و عمل والوں کو حاضری کی اجازت میں اوّل رکھا جاتا ہے (۲) اُس وقت کو ان کی دینی فضیلت کے لحاظ سے اُن پر تقسیم فرمایا جاتا۔ (۳) ایک یا دو یا تین غرض جتنی بھی ضرورتیں[۱] کوئی لے کر آتا حضورؐ ان کو پوری فرماتے (۴) اُن خواص کو ایسے کاموں میں مشغول فرماتے جو خود اُن ا

---

[۱] یعنی دینی مثلاً احکام یا مسائل کی تحقیق ۱۲

تمام امت کی اصلاح کے لئے مفید ہوں۔(۵) اُن کو یہ ہدایت ہوتی کہ وہ ان باتوں کو غائب لوگوں تک پہنچا دیں۔(۶) نیز ہدایت ہوتی کہ جو لوگ کسی وجہ سے مثلاً دوری یا شرم یا رعب یا کسی عذر کے باعث اپنی ضرورتوں کا اظہار مجھ پر نہیں کر سکتے تم لوگ ان کی ضرورتیں مجھ تک پہنچا دیا کرو۔(۷) صرف ضروری باتیں ہوتیں (۸) اس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ وہی صحابہ جو طالب بن کر آتے علوم نبوت کے موتیوں سے دامن بھر کر واپس ہوتے اور ہدایت کے رہبر بن کر مجلس سے باہر نکلتے۔

## دربارِ عام

سوال۔ دوسرا حصہ یعنی باہر کی نشست اور عام مجلس کی کیا کیا خصوصیتیں اور کیا شان تھی

جواب۔(۱) صبر۔ امانت۔ حلم۔ حیا۔ اس آسمانی مجلس کے روشن تارے ہوتے تھے(۲) صرف اہل ضرورت کا تذکرہ ہوتا۔ ضروری باتیں ہی خوشی سے سُنی جاتیں (۳) وہ باتیں ہوتیں جن میں ثواب کی توقع ہو۔ سنجیدگی اور متانت مجلس پاک کی روشنی ہوتی۔ سکون اُس کا فرش۔ اور تہذیب سائبان۔ نہ شور ہوتا نہ غوغا۔ نہ جھگڑا نہ بیہودہ مذاق۔ نہ کسی کی آبروریزی نہ توہین۔ تہذیب کے لحاظ سے خود حضورؐ بھی پیر تک نہ پھیلا سکتے۔(۵) وقت کی پوری قدر کی جاتی (۶) آنے والے دینی باتوں کے طالب بن کر آتے اور ہدایت اور خیر کے راستوں کے روشن چراغ بن کر جاتے

(۷) ذات رسالتؐ کی طرف سے آنے والوں کی دلداری ہوتی اُن کو مانوس کیا جاتا (۸) ہر قوم کے شریف، سربرآوردہ اور معزز لوگوں کی تعظیم کی جاتی (۹) اگر موقع ہوتا تو دربار رسالتؐ سے بھی اُسی معزز شخص کو اس کی قوم کا سردار بنایا جاتا (۱۰) لوگوں کو خدا کے عذاب سے ڈرایا جاتا۔ نقصان دہ باتوں سے بچنے کی تعلیم فرمائی جاتی (۱۱) کوئی بات ایسی نہ کی جاتی جس سے کسی کو تکلیف پہنچے (۱۲) خندہ پیشانی، خوش خلقی، دلجوئی سے کوئی شخص بھی محروم نہ رکھا جاتا (۱۳) دوستوں کی خبر گیری ہوتی (۱۴) آپس کے معاملات کی تحقیق فرما کر اصلاح ہوتی (۱۵) اچھی بات کی تعریف فرما کر تقویت کی جاتی (۱۶) بُری بات کی برائی بتا کر اس سے بچنے کی ہدایت کی جاتی (۱۷) ہر بات اور ہر عمل میں درمیانی رفتار سے کام لیا جاتا (۱۸) لوگوں کی اصلاح کا پورا خیال رکھا جاتا۔ کسی قسم کی کوئی غفلت نہ ہوتی (۱۹) ہر کام کے لئے مناسب انتظام ہوتا (۲۰) حق بات میں نہ کوتاہی ہوتی نہ حد سے زیادتی (۲۱) جو باتیں چھپانے کی ہوتیں وہ امانت سمجھی جاتی (۲۲) حاجت والوں اور مسافروں کی پوری خبر گیری کی جاتی (۲۳) محبت کی چاندنی پھیلی ہوئی ہوتی۔ ہر شخص حضورؐ کو اپنا باپ سمجھتا اور تمام مخلوق بیٹے ہوتے جو حقوق میں مساوی (۲۴) ہر شخص کی طرف برابر توجہ کی جاتی سب کے سب

آپس[1] میں برابر شمار کئے جاتے۔(۲۵) حضورؐ کے بیٹھنے کا طرز بھی ایسا ہوتا کہ اجنبی شخص نہیں پہچان سکتا تھا کہ حضورؐ کون سے ہیں۔(۲۶) حضورؐ کو یہ پسند نہ تھا کہ استقبال کے لئے اٹھا جائے۔ یا حضورؐ بیٹھے ہوں اور لوگ کھڑے رہیں (۲۷) البتہ بڑوں کی تعظیم ہوتی چھوٹوں پر مہربانی (۲۸) افضل وہی مانا جاتا جس کی خیر خواہی عام ہو۔ بڑا وہی ہوتا جو مخلوق کی غمگساری اور مدد میں زیادہ حصہ لے۔(۲۹) کسی کی بات نہ کاٹی جاتی (۳۰) پہلے بولنے والے کی جب تک بات پوری نہ ہو۔ کسی کو بولنے کا حق نہ ملتا سب خاموشی سے سنتے۔(۳۱) جب حضورؐ کچھ ارشاد فرماتے تو حاضرین پر ایسی خاموشی چھا جاتی گویا بے جان قالب ہیں (۳۲) حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں۔ حضورؐ تین چیزوں سے ہمیشہ محفوظ اور معصوم رہے۔

---

[1] ساتھیوں کیساتھ مساوات کے سلسلہ میں یہ دو واقعے ضرور محفوظ رہنے چاہئیں جو سرورالمحزون سے مختصر طور پر یہاں نقل کئے جاتے ہیں۔ پہلا واقعہ ایک مرتبہ حضورؐ سفر میں تھے۔ بکری ذبح کرنیکی رائے ہوئی، کسی نے کہا میں ذبح کروں گا۔ کسی نے کہا میں کھال کھینچوں گا۔ غرض اسی طرح علیحدہ علیحدہ کام تقسیم کر لئے۔ حضورؐ نے فرمایا میں لکڑیاں چنکر لاؤں گا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم خادم کس لئے ہیں۔ مساوات اسلام کے معلم نے فرمایا میں نہیں چاہتا کسی سے بڑھکر رہوں۔ اللہ تعالے ایسے بندے سے ناراض رہتا ہے جو اپنے ساتھیوں پر بڑائی جتلائے پھر سب اٹھے۔ ہر ایک نے اپنا اپنا کام کیا اور حضورؐ نے لکڑیاں چنیں۔ ایک دوسرے سفر کا واقعہ ہے کہ نماز کیلئے قافلہ ٹھہرا۔ لوگ اونٹوں سے اترے نماز کی تیاری ہونے لگی۔ ایکدم حضورؐ اپنے اونٹ کیطرف چلے عرض کیا گیا "حضرت کہاں" فرمایا اپنے اونٹ کو باندھ آؤں۔ عرض کیا یا رسول اللہ ہم حاضر ہیں باندھے دیتے ہیں فرمایا نہیں۔ کسی کو دوسرے سے مدد مانگنا جائز نہیں۔ مسواک کی لکڑی بھی دوسرے سے مدد نہ مانگے۔

جھگڑا۔ تکبر۔ غیر مفید باتیں۔ اور تین چیزوں سے ہمیشہ عام لوگوں کو محفوظ رکھا۔ مذمت۔ عیب شماری۔ مخفی باتوں کا اظہار (۳۴) اٹھنا بیٹھنا غرض تمام باتیں اللہ کے ذکر کے ساتھ ہوتیں۔

## حضور کا کلام اور طرزِ گفتگو

سوال۔ کلام اور گفتگو کرنے میں حضورؐ کی کیا کیا خصوصیتیں اور کیا عادتیں تھیں۔ طرز گفتگو کیا تھا۔

جواب۔ حضورؐ کے زمانہ میں عرب کی زبان فصاحت۔ بلاغت خوبی اور عمدگی کی سب سے اونچی سیڑھی پر تھی۔ اعلیٰ شاعروں اور جادو بیان مقرروں کی کمی نہ تھی۔ عوام کی قدر دانی کی یہ حالت تھی کہ عمدہ شعروں اور قصیدوں کو سجدہ کرتے۔ یہ شاعروں کے متعلق عقیدہ ہو گیا تھا کہ اُن کے جن تابع ہوتے ہیں۔ وہی ان کو شعر سکھاتے ہیں۔ شاعروں کی بہت قدر کرتے۔ مگر اس تمام عروج اور ترقی کے باوجود حضورؐ کی پیاری اور شیریں گفتگو۔ میٹھی بول چال ایسی اونچی اور ایسی عمدہ ہوتی کہ شاعروں نے اس کے سامنے سر جھکائے۔ حضورؐ کے چھوٹے چھوٹے فقرے۔ آج بھی حدیثوں میں موجود ہیں۔ حق یہ ہے کہ علم و معانی کے دریا کے کوزوں میں بھر دیئے گئے ہیں۔ حضورؐ کا مختصر مگر مکمل کلام حق و باطل۔ سچ جھوٹ کا ایک ٹک فیصلہ ہوتا۔ بیہودگی یا کسی کی توہین سے پاکیزہ۔ تکلفات سے بلند۔ بلا ضرورت ایک حرف بھی زبان پر نہ آتا۔

۹۶۵۸

حضورؐ کی گفتگو سہولت کے ساتھ ٹھیر ٹھیر کر ہوتی تھی۔ ہر ہر حرف ایک ایک کلمہ جدا کہ سننے والا سن کر یاد بھی کر سکے۔ بات کا چبانا۔ جلدی یا تیزی اُس میں قطعاً نہ ہوتی۔ آپ ایک جملہ کو دو تین مرتبہ دھرا بھی دیتے تاکہ خوب سمجھ لیا جائے۔ اوّل سے آخر تک پوری صفائی کے ساتھ گفتگو فرماتے۔

سوال۔ حضورؐ گھر کے آدمیوں کے ساتھ کس طرح رہتے تھے

جواب۔ جیسے باہر ہنسی خوشی رہتے اسی طرح گھر میں بھی ہنسی خوشی سے رہتے اور اسی کو ثواب فرماتے۔ سفر کے وقت قرعہ ڈالتے جس بیوی کا نام نکلتا اُس کو ہمراہ لے جاتے۔ آپ کا قول ہے اچھے آدمی وہ ہیں جو گھر کے آدمیوں سے اچھی طرح رہیں۔ وفات کے حضورؐ کے نو بیویاں تھیں۔ مگر کوئی ایسی نہ تھی جو حضورؐ کی فدائی نہ ہو کسی کو آپ سے شکایت نہ تھی۔ حضورؐ کسی کی جائز دلداری میں کبھی کمی نہ کرتے۔ جائز فرمائشوں کو پورا فرماتے۔ بیویوں کی ساتھنوں کی بھی عزّت فرمایا کرتے۔ ان کے پاس ہدیہ بھجوایا کرتے۔ مردوں کے لئے حکم تھا کہ عورتوں کا پورا لحاظ رکھو۔ وہ تمہاری ماتحت ہیں اچھے برتاؤ میں کمی نہ کرو۔ عورتوں کو حکم تھا کہ شوہروں کی پوری پوری اطاعت کرو۔ اسی میں تمہاری نجات ہے۔ اگر خدا کے علاوہ کسی کو سجدہ جائز ہوتا تو وہ شوہر تھا۔

سوال۔ غلام باندیوں کے ساتھ حضورؐ کا کیا برتاؤ تھا۔

---

حاشیہ ۱ مناسب طور پر جو ناگوار نہ ہو

جواب۔ حضورؐ کی عام مہربانیوں میں باندی غلام اور آزاد سب کا برابر حصہ تھا۔ غلاموں کو اولاد کی برابر رکھا جاتا۔ حضرت زیدؓ کو جو حضورؐ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ حضور کا بیٹا کہا جاتا۔ شہرت یہاں تک ہوئی کہ زید بن محمدؐ مشہور ہو گئے۔ اپنی پھوپھی زاد بہن سے ان کی شادی کر دی تم پڑھ چکے ہو کہ غزوہ موتہ میں تین ہزار مسلمانوں کی فوج کے یہی سردار تھے جن کے ماتحت حضورؐ کے چچازاد بھائی حضرت جعفرؓ بھی تھے۔ حضرت زیدؓ کے صاحبزادے حضرت اسامہ آج تک محبوب رسول اللہ کے نام سے مشہور ہیں فتح مکہ کے موقع پر آقائے دو جہاں کی برابر ایک ہی اونٹنی پر یہ بھی سوار تھے۔ اور پھر وفات سے کچھ دنوں پہلے انہی کو اس بڑے لشکر کا افسر بنایا تھا جس میں حضرت صدیق اکبرؓ حضرت فاروق اعظمؓ بھی تھے۔

عام مسلمانوں کو بھی اسی برتاؤ کی تعلیم دی گئی۔ ارشاد ہوا۔ موالی القوم من انفسھم۔ کسی قوم کے آزاد کردہ غلاموں کو اسی قوم میں شامل ماننا چاہیے۔ چنانچہ بنو ہاشم کے آزاد کردہ غلاموں کو زکوٰۃ دینا شریعت میں اسی طرح حرام قرار دیا گیا جیسے خود بنو ہاشم کو۔

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ دس سال میں حضورؐ کی خدمت میں رہا۔ مگر سفر، حضر، گھر، باہر، سب موقعوں پر حضورؐ میری خدمت اس سے زیادہ کیا کرتے جس قدر میں آپ کی خدمت کیا کرتا تھا۔ کبھی مجھے نہیں فرمایا۔ ایسا کیوں کیا۔ ایسا کیوں نہیں کیا۔

# معاملات

سوال۔ حضورؐ نے دوسرے لوگوں سے کیا کیا معاملات کئے ہیں اور کس شان سے۔

جواب۔ حضورؐ نے خریدا بھی ہے۔ بیچا بھی ہے۔ مگر نبوت سے پہلے فروخت کی مقدار زیادہ تھی۔ نبوتؐ کے بعد اس سے کم اور ہجرت کے بعد اس سے بھی کم۔ ہاں ان زمانوں میں خرید کی مقدار زیادہ ہوتی رہی۔ حضورؐ نے نقد بھی خریدا اور بیچا ہے۔ اور اُدھار بھی۔ حضورؐ نے مزدوری بھی کی ہے۔ بکریاں بھی اجرت پر چرائی ہیں۔ حضرت خدیجہؓ کی طرف سے مینیجر بن کر شام بھی تشریف لے گئے ہیں۔ اور دوسروں کو مزدور یا نوکر بھی رکھا ہے۔ مینیجر و وکیل خود بھی بنے اور دوسروں کو بھی اپنا وکیل بنایا۔ ہدیہ لینا۔ ہدیہ دینا۔ ہبہ لینا۔ ہبہ دینا یہ تمام معاملات پائے گئے مگر ہدیہ یا ہبہ دینے سے جس قدر خوش ہوتے تھے۔ لینے سے اتنا نہیں۔

اگر کسی سے قرض لیا ہے تو اس سے بہتر ادا کیا ہے۔ اور ساتھ ہی جان اور مال کی برکت کی دعا بھی فرمائی ہے۔ لیکن سود لینا۔ سود دینا۔ سود کا معاملہ لکھنا۔ اُس کے متعلق دلالی۔ وغیرہ وغیرہ سب حرام قرار دی اور فرمایا کہ سود کے گناہ کا چھتیسواں حصہ معاذ اللہ ماں کے ساتھ

زنا کی برابر ہے۔ ایک مرتبہ کوئی چیز اُدھار خریدی۔ قیمت ادا کرنے سے پہلے اُس کو فروخت کردیا۔ اتفاقاً اُس میں نفع رہا۔ حضورؐ نے اس نفع کو بیواؤں اور یتیموں پر تقسیم فرما دیا۔

ایک مرتبہ ایک شخص سے ایک اونٹ قرض لیا۔ وہ تقاضا کرنے آیا اور سخت گفتگو کی۔ صحابہ کو غصہ آیا۔ آپ نے سب کو خاموش فرما دیا اور ارشاد ہوا۔ حقدار کو کہنے کا حق ہے۔

دوسری مرتبہ دوسرے شخص سے ایسا ہی معاملہ پیش آیا۔ عمر فاروقؓ موجود تھے۔ اُن کو بہت غصہ آیا۔ آپ نے اُن کو ٹھنڈا کردیا اور فرمایا "تم کو مجھے کہنا چاہئے تھا نہ اُس کو"

ایک یہودی سے ایک مرتبہ ایسی ہی صورت پیش آئی وہ وقت سے پہلے ہی مانگنے کے لئے کھڑا ہوا اور بہت سخت گفتگو کی۔ یہاں تک کہا کہ آپ لوگوں کا طرز یہی ہے۔ ہمیشہ ٹالتے ہیں۔ صحابہ نے جواب دینا چاہا مگر حضورؐ نے خاموش کر دیا۔ پھر بھی یہودی کی طرف سے سختی بڑھ رہی تھی مگر اس کا جواب نرمی کی زیادتی سے۔ اور حلم و بردباری کی ترقی سے دیا جا رہا تھا۔ آخر یہودی حضورؐ کا متوالا بن گیا۔ اور عرض کرنے لگا۔ آپ میں تمام علامتیں نبوت کی سچی پا چکا تھا۔ صرف سخت کلامی اور غصہ کے وقت بردباری کا امتحان باقی تھا۔ آج پورا ہو گیا۔ اب مجھے خادم بنا لیجئے اور اسلام سے مشرف فرمائیے۔

# حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کھانے پینے کی متعلق

سوال۔ کھانے پینے کے متعلق حضورؐ کے کیا اخلاق تھے۔

جواب۔ خدا کی معمولی سی نعمت کو بھی بہت بڑی نعمت سمجھتے۔ جو سامنے آتا اس کو واپس نہ کرتے بڑھیا ہو یا گھٹیا۔ بشرطیکہ ناجائز نہ ہو۔ اگر نہ ملتا تو صبر کرتے۔ چنانچہ کئی کئی دن صاف گذر جاتے پیٹ پر پتھر باندھتے مگر صبر میں فرق نہ آتا۔ رضا میں کمی نہ ہوتی۔ ایسا بھی ہوا مہینے گذر گئے اور دولت خانہ میں چولھا ٹھنڈا پڑا رہا۔ جب کھانے کے لئے بیٹھتے اوّل ہاتھ دھو لیتے۔ اور بسم اللہ پڑھتے۔ ہاتھ پر یا کسی چیز پر تکیہ لگا کر سینی یا میز پر کھانا نہ کھاتے نہ پُر تکلف چھوٹے چھوٹے برتنوں میں۔ ایک ہی طشت یا قاب میں بہت سے آدمی کھا لیتے۔ زمین پر دسترخوان بچھایا جاتا اُسی پر کھاتے۔ خدا کی نعمت کی برائی نہ کرتے۔ کھانا پسند آتا تو کھاتے ورنہ ہاتھ کھینچ لیتے۔ عیب ہرگز نہ نکالتے۔ فارغ ہونے کے بعد جب کھانا اٹھایا جاتا تو فرماتے

| | |
|---|---|
| اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَاَرْوَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ | اس خدا کا شکر ہے جس نے ہمیں کھانا کھلایا، سیراب اور شاداب کیا۔ اور ہمیں مسلمان بنایا |

آپ کا کھانا تکلفات سے بالکل سادہ ہوتا۔ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت امام حسنؓ اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ حضرت سلمٰی کے پاس گئے اور فرمایا حضورؐ کو جو کھانا پسند تھا وہ ہمیں پکا کر کھلاؤ۔

سلمےؓ۔ پیارے بچو آج تمہیں وہ کھانا پسند نہیں آسکتا۔
امام حسنؓ۔ نہیں اچھی سلمےؓ ضرور پسند آئیگا۔
حضرت سلمےؓ اُٹھیں۔ تھوڑے جَو دل کر ہانڈی میں ڈالے۔ ذرا سا زیتون کا تیل اُن کے اُوپر ڈالا۔ اور کچھ مرچیں کچھ زیرہ وغیرہ ملا کر فرمایا یہ کھانا حضورؐ کو پسند تھا۔

چھلنی اُس زمانہ میں نہ تھی۔ جَو کا آٹا پیسا جاتا اور پھونکوں سے اُس کا پھوکٹ اُڑا دیا جاتا۔ چپاتی حضورؐ کے لئے کبھی نہیں پکائی گئی۔ لیکن اُس کے باوجود بھی دو دن متواتر جَو کی روٹی حضورؐ کو پیٹ بھر ائی عمر بھر میسر نہ آئی۔ کئی کئی راتیں فاقہ سے گذر جاتی تھیں۔ کمر سیدھی کرنے اور سہارا دینے کے لئے پیٹ پر پتھر باندھتے۔ مگر نہ اس وجہ سے کہ آمدنی کم تھی بلکہ اس لئے کہ دنیا کے یتیم اور فقراء حضورؐ کے مال میں برابر کے حصہ دار تھے۔ جو کچھ آتا فوراً خرچ ہو جاتا۔

ارشاد ہوا۔ سرکہ بہترین سالن ہے۔ نمک کی بھی تعریف کی گئی کہ غریب کی روٹی کو لذت کے ساتھ حلق سے نیچے اُتار دیتا ہے۔ سیر شکم کبھی نہ تناول فرماتے۔ کچھ بھوک چھوڑ دیتے۔

تر چیز دن کو تین انگلیوں سے کھاتے اور فراغت کے بعد اُن کو چاٹ لیتے۔ بیچ میں سے اور چھانٹ چھانٹ کر کھانے سے منع فرماتے جب تک ہانڈی میں گوشت رہتا پھینکنے کی اجازت نہ دیتے۔ گری ہوئی چیز کو صاف کر کے کھانے کی ترغیب دیتے۔ اور دسترخوان پر گرے

ہوئے ریزوں کے کھا لینے کو برکت کا باعث قرار دیتے۔ پیالہ یا ہنڈیا کی تلچھٹ خاص طور سے کھاتے تھے۔ صدقہ کی چیز حضورؐ ہرگز نہ کھاتے۔ ہاں ہدیہ شوق سے کھا لیتے۔

پینے کے متعلق حضورؐ کا طریقہ یہ تھا کہ بیٹھ کر اطمینان کے ساتھ تین سانس میں پانی نوش جان فرماتے۔ ہر مرتبہ برتن کو منھ سے الگ کر کے سانس لیتے۔

**سوال**۔ صدقہ اور ہدیہ میں کیا فرق ہے۔

**جواب**۔ صدقہ تو یہ ہے کہ ثواب کے خیال سے کسی ضرورت مند کو کوئی چیز دی جائے۔ اور کسی خاص شخص کی خصوصیت منظور نہ ہو اور ہدیہ یہ ہے کہ اس شخص کا اکرام اور تعظیم منظور ہو۔

**سوال**۔ اگر کوئی ہدیہ بھیجتا تو آپ کا طرز کیا ہوتا۔

**جواب**۔ آپ قبول فرما لیتے۔ دعا فرماتے اور اس سے بہتر چیز دینے کی کوشش فرماتے۔

**سوال**۔ حضور کی عام غذا کیا تھی۔

**جواب**۔ چند چھوارے۔ جو کی روٹی۔ ستو۔ دودھ۔ گوشت۔

**سوال**۔ حضورؐ کو کون کون سی چیزیں مرغوب تھیں۔

**جواب**۔ کدو۔ شہد۔ دودھ۔ گوشت۔ اور خصوصیت کے ساتھ رانؐ کا گوشت۔

---

لہ لیکن اس کی وجہ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے یہ بیان کی کہ گوشت کبھی کبھی پکتا۔ اور حضورؐ کو فرصت کم ہوتی تھی یہ چونکہ گل جاتا اس لئے اسی کو جلدی جلدی کھا لیتے

سوال۔ کون کون سی چیزیں حضورؐ کو ناپسند تھیں
جواب۔ لہسن۔ پیاز۔ اور بدبو کی چیزیں۔

## راحت و آرام

سوال۔ حضورؐ کے سونے اور لیٹنے کا کیا طرز تھا۔

جواب۔ حضورؐ عموماً باوضو سوتے۔ جب بستر پر جاتے تو اوّل اس کو جھاڑ لیتے۔ اس کے بعد پہلے داہنا پیر رکھتے پھر داہنے ہاتھ پر داہنا رخسارہ رکھ کر دائیں کروٹ پر اس طرح لیٹتے کہ قبلہ کی طرف رُخ رہتا یعنی قبلہ داہنی جانب ہوتا۔ اور یہ دعا فرماتے۔

| | |
|---|---|
| رب قنی عذابک یوم تبعث عبادک | اے پروردگار جس دن تو اپنے بندوں کو اٹھائے مجھے عذاب سے بچانا۔ |

سونے سے پہلے تینتیس ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ اسی طرح تینتیس تینتیس ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور اللہ اکبر اور ایک مرتبہ آیۃ الکرسی اور چاروں قل خود بھی پڑھتے۔ اور اس کی تعلیم امت کو بھی فرماتے اور فرمایا کہ قل ھو اللہ، قل اعوذ برب الفلق۔ قل اعوذ برب النّاس پڑھ کر دونوں ہاتھوں پر دم کر کے تمام بدن پر پھیر لئے جائیں تین مرتبہ ایسا کیا جائے۔

ان کے علاوہ اور بھی بہت سی سورتیں پڑھنے کی عادت تھی حضورؐ کپڑے کے بستر پر بھی سوئے ہیں اور چمڑے کے بستر پر بھی۔ کالے کمبل اور محض چٹائی پر بھی حضورؐ سوئے ہیں اور ٹاٹ یا کھال پر بھی۔ تخت اور چارپائی پر بھی سرکار دوعالم سوئے ہیں۔ اور فرش خاک پر بھی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کے مکان میں حضورؐ کا بستر چمڑے کا تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ اور حضرت حفصہ رضؓ کے مکان میں ٹاٹ کا۔ جس کا دوہرا کر کے بچھا دیا جاتا ایک روز اس کو چوہرا کر کے بچھا دیا گیا۔ تو تہجد میں دیر سے آنکھ کھلی۔ فرمایا آئندہ ایسا ہرگز نہ کرنا دوہرا ہی رہنے دینا۔

حضورؐ کا سونے کے وقت کچھ سانس ضرور سنائی دیتا۔ مگر ناگوار خراٹے نہ ہوتے تھے۔ حضورؐ کی آنکھیں سوتیں مگر قلب مبارک وحی کا منتظر اور حضرت قدس کی طرف متوجہ رہتا۔ جب حضورؐ بیدار ہوتے تو فرماتے۔

| | |
|---|---|
| الحمد للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا والیہ النشور۔ | یعنی اس خدا کا شکر ہے جس نے ہمیں موت کے بعد زندگی عطا فرمائی۔ اسی کے پاس جانا ہے |

# پوشاک۔ لباس۔ وغیرہ

سوال۔ حضورؐ کی پوشاک کیسی ہوتی تھی۔

**جواب۔** حضور صلعم کا لباس مبارک سادہ ہوتا تھا۔ تکلف سے پاک لبسا اوقات پرانا پیوند لگا ہوا۔ مگر صاف ستھرا۔ اور اکثر خوشبو سے معطر۔ سبز یا سرخ دھاریدار زمین کے بنے ہوئے تہبند اور چادر۔ اور سفید لباس حضورؐ کو عام طور سے پسند تھا۔

لباس کے متعلق عام سنت یہ تھی کہ جو میسر آتا وہ استعمال فرماتے چنانچہ چادر۔ تہبند۔ اور کرتا۔ عمامہ۔ ٹوپی۔ چمڑے کے موزے جوتے۔ یہ سب بھی استعمال فرمائے ہیں۔ اور وقت پر جو میسر ہوا ضرورت کے وقت چوغا اور تنگ آستین والی اچکن بھی استعمال فرمائی ہے۔ پاجامہ بھی خریدا ہے۔ مگر پہننے سے پہلے وفات ہوگئی البتہ لباس میں چند باتیں ضروری تھیں (۱) ریشم کا نہ ہو (۲) زر لفت نہ ہو۔ (۳) ایسا لباس نہ ہو جس سے تکبر ٹپکے۔ چنانچہ ٹخنوں سے نیچا تہبند یا پاجامہ منع فرمایا کیونکہ یہ تکبر کا شیوہ ہے (۴) ایسا نہ ہو جس سے دکھاوا مقصود ہو۔ خواہ گھٹیا اور رَدّی ہی ہو (۵) ایسا نہ ہو جس سے عورتوں کی مشابہت پیدا ہو۔ چنانچہ سرخ لباس وغیرہ سے منع فرمایا (۶) ایسا نہ ہو جو کسی دوسری قوم کا مخصوص لباس ہو۔

یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے کہ تکبر بڑھیا لباس میں نہیں اور تصوّف گھٹیا لباس میں نہیں۔ بلکہ تکبر یہ ہے کہ اپنے ہم جلسوں پر بڑائی جتلانا مقصود ہو۔ تصوّف یہ ہے کہ تکبر اور دکھلاوے کا اس میں اثر نہ ہو۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کی پیروی ہو۔ وہ سادہ لباس بھی برا ہے جو دکھلاوے کے لئے ہو۔ وہ بڑھیا لباس بھی اچھا ہے جو تکبر اور غرور کے لئے نہ ہو۔ بلکہ خدا کی نعمت اور اس کے احسان کے اظہار کے لئے ہو۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اعلیٰ درجہ کا لباس بھی پہنا ہے۔ اور گھٹیا بھی جن کپڑوں میں وفات پائی وہ موٹے کپڑے تہ بتہہ پیوند لگے ہوئے تھے۔

حضورؐ کا ارشاد تھا جب تک پیوند نہ لگوا لیا جائے کپڑے کو نہ اتار اجائے۔ اور جب اتار اجائے تو کسی غریب کو دیدیا جائے۔

حضورؐ عامہ میں شملہ بھی چھوڑتے تھے۔ اور کبھی دونوں کنارے بھی نیچے کو لٹکا لیتے تھے۔ عامہ کا باندھنا اس طرح ہوتا کہ داہنا حصہ اوپر رہتا اور ٹوپی نیچے ہوتی۔

سوال۔ حضورؐ کے چادر۔ تہبند۔ اور عمامہ کا طول وعرض کتنا ہوتا تھا۔

جواب۔ چادر چھ ہاتھ لانبی۔ تین ہاتھ چوڑی۔ تہبند چار ہاتھ ایک بالشت لانبا۔ اور دو ہاتھ ایک بالشت چوڑا۔ عمامہ سات ہاتھ لانبا۔

سوال۔ حضورؐ کی انگوٹھی چاندی کی تھی یا سونے کی۔ کون سے ہاتھ میں پہنتے تھے۔ اور اس کا نگ کس طرف رہتا تھا۔

جواب۔ چونکہ حضورؐ کی انگوٹھی میں مہر تھی۔ اور مہر کی ضرورت ہوتی تھی۔ اس وجہ سے ضرورت کے وقت عموماً داہنے ہاتھ میں ڈال لیتے تھے کبھی بائیں ہاتھ میں بھی۔ اس کا نگ اندر کی جانب ہتھیلی کی طرف رہتا تھا۔ انگوٹھی چاندی کی تھی۔ سونے کی منع فرمائی ہے

**صفائی** حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو شخص بال رکھنے چاہے کہ وہ صاف کرتا رہے۔ آپ دوسرے تیسرے روز کنگھا بھی فرمایا کرتے تھے۔ آٹھویں روز غسل مسنون قرار دیا۔ اور مسواک ہر وضو کے وقت۔

ایسے ہی جمعہ یا عید یا مجمع میں جانے کے وقت عطر مسواک عمدہ لباس کا استعمال مسنون قرار دیا۔ حجامت کی زائد سے زائد مدت چالیس روز قرار دی۔ مونچھوں کو کٹانا داڑھی کو بڑھانا مسلمان کی علامت قرار دی۔

حضور سونے کے وقت سرمہ کا استعمال فرماتے تھے۔ ہر آنکھ میں تین سلائی لگاتے پیشاب کو مکان میں رکھنے سے منع فرمایا۔ مکانوں کو صاف رکھنے کا حکم فرمایا۔ ارشاد ہوا اس مکان میں رحمت کے فرشتے نہیں جاتے جس میں جُنبی (ناپاک) یا تصویر یا کتا ہو۔ رات کو بسم اللہ کہہ کر برتنوں کے ڈھکنے کا حکم فرمایا۔

استنجا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پانی سے بھی کرتے تھے اور ڈھیلوں سے بھی اور دونوں سے استنجا کرنا بہتر قرار دیا۔ پاس بیٹھ کر قضا حاجت سے منع فرمایا[1]۔ سایہ کی جگہ لوگوں کے بیٹھنے کی جگہ اور راستہ میں پیشاب پاخانہ کرنے سے منع فرمایا۔

آبدست بائیں ہاتھ سے ہونا چاہیئے آبدست کے ہاتھ کو مٹی سے

---

[1] حضور لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہونے کے لئے دو دو اور چار چار میل نکل جاتے تھے ۱۲

مل کر پانی سے دھو لینا چاہیئے۔ نجاست کے موقعوں پر بایاں ہاتھ بایاں پیر آگے رہنا چاہیئے اور اچھے موقعوں پر داہنا پیر۔ پیشاب کے وقت نرم زمین تلاش کرنی چاہیئے ورنہ کرید کر ایسا کر لینا چاہیئے کہ چھینٹیں نہ اٹھیں۔ ایک مرتبہ حضورؐ دو قبروں پر گذرے فرمایا ان کے مردوں کو معمولی معمولی باتوں پر عذاب ہو رہا ہے۔ ایک تو چغلی کیا کرتا تھا۔ دوسرا ناپاک چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا۔ پیشاب پاخانہ میں جانے کے وقت پڑھنا چاہیئے

اللھم انی اعوذ بک من الخبث والخبائث

باہر نکلنے کے وقت کہنا چاہیئے۔ اللھم غفرانک

یہ تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم روحی فداہ کی مبارک اور پاکیزہ سنت۔ وفقنا لاتباع سنن حبیبک ونبیک خاتم الانبیاء والمرسلین وصل علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین۔ آمین یا رب العالمین

## نکاح

سوال۔ نکاح مذہبی چیز ہے یا دنیاوی۔ جواب۔ مذہبی۔

سوال۔ مذہبی طور سے نکاح کے کیا کیا مقصد ہیں

جواب۔ (۱) پاکدامن رہے۔ نظر نیچی رہے (۲) خدا کی عبادت کے لئے ہر ایک کو دوسرے سے مدد ملے[1] (۳) خدا کے نیک بندوں میں زیادتی ہو (۴) عورتیں جو خدا کی مخلوق ہیں ان کی زندگی بخوبی بسر ہو۔ اندرون خانہ انتظامات سے بے فکر ہو کر مذہبی فرائض مثلاً جہاد یا حلال کمائی وغیرہ میں مشغول ہو (۵) اپنے بال بچوں کے دکھ درد کو دیکھ کر مخلوق خدا کے درد

[1] چنانچہ ان میاں بیوی کی تعریف کی گئی جو رات کو اٹھ کر تہجد پڑھیں اور ایک نہ اٹھے تو دوسرا اس پر پانی چھڑک دے۔ ارشاد ہوا۔ دنیا کی بہترین پونجی نیک بی بی ہے۔

دکھ کا پتہ چلے اور نیک سلوک اور خدمت خلق کی عادت ہو۔

سوال۔ اسلام میں ایک وقت میں کتنے نکاح جائز ہیں۔ جواب۔ چار

سوال۔ کیا اس کے لئے کوئی شرط بھی ہے۔

جواب۔ (۱) سب کے اخراجات برداشت کر سکے (۲) سب کے ساتھ برابر کا برتاؤ کر سکے (۳) سب کے ساتھ اچھا سلوک کر سکے۔

سوال۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت کتنی بیویاں تھیں۔

جواب۔ نو۔

سوال۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کا ذکر ہمیں کس طرح کرنا چاہیئے یعنی ان کا لقب کیا ہے اور مسلمانوں سے کیا رشتہ ہے۔

جواب۔ اُم المومنین کے ساتھ۔ یعنی مسلمانوں کی ماں۔ یہی ان کا لقب اور رشتہ ہے۔

سوال۔ جبکہ مسلمانوں کے لئے صرف چار نکاح جائز ہیں تو حضورؐ نے اتنے نکاح کیوں کئے۔

جواب۔ جس خدا نے عام مسلمانوں کے لئے صرف چار نکاح ایک وقت میں جائز رکھے ہیں اسی خدا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اس سے زائد نکاح جائز رکھے۔

سوال۔ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاحوں میں کوئی ظاہری حکمت بھی ہے۔

جواب۔ چند حکمتیں بالکل ظاہر ہیں۔ زیادہ کا علم خدا کو ہے۔

سوال۔ وہ حکمتیں کیا ہیں۔

جواب۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ تھا کہ جس چیز کی تعلیم دوسروں کو دیتے تو خود اس پر سختی سے عمل کر کے دکھا دیتے۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ صدقہ۔ جہاد۔ معاملات مثلاً خرید و فروخت۔ قرض۔ تجارت وغیرہ وغیرہ سب میں یہی حالت تھی۔ تو اسی طرح جب چار نکاح جائز رکھے گئے۔ اور حکم یہ ہوا کہ سب کے ساتھ اچھی طرح سے رہیں۔ کسی کو شکایت کا موقع نہ آنے دیں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نو نکاح کر کے دکھا دیا کہ بہت سی بیویوں کے ہوتے ہوئے۔ اس طرح محبت اور برابری کا سلوک کیا جا سکتا ہے۔

(۲) اگر نکاح عیش ہے تو یہ دکھا دیا کہ انسان ایک بیوی نہیں۔ نو بیویوں میں پھنس کر بھی دنیا دار نہیں بنتا بلکہ سخت سے سخت اور اعلیٰ سے اعلیٰ دینی خدمت انجام دے سکتا ہے۔ (۳) اگر نکاح آفت ہے تو [illegible] تھا کہ دنیا کی دوسری

---

۱ حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم معصوم و مغفور تھے مگر فرماتے ہیں کہ نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ عام نمازوں کے علاوہ صرف تہجد میں اتنا کھڑے ہوتے تھے کہ پائے مبارک پر ورم آ جاتے تھے۔ اسی طرح مسلمانوں کو یہ جائز نہیں کہ دو دو تین تین دن کے روزے بلا افطار رکھیں۔ مگر حضور عموماً ایسا کرتے تھے۔

۲ عام مسلمانوں کا ترکہ ان کی اولاد کو ملتا ہے۔ بلکہ مرنے کے وقت تہائی سے زائد مال کا وقف کر دینا یا ہبہ کر دینا ناجائز ہے۔ مگر حضورؐ کا ترکہ تمام مسلمانوں کے لئے تھا۔ ان کی اولاد کو کچھ نہ ملا۔ اس کی آمدنی زندگی میں بھی اور بعد میں بھی فقیروں، مسکینوں، مسافروں وغیرہ کیلئے تھی۔ جہاد کے بارے میں [illegible] کا کسی قدر علم ہو چکا ہے۔ حد ہو گئی بدر کے موقع پر تین سو تیرہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم جہاد میں۔ دشمن سے باہر اور اس قسم کے سینکڑوں واقعات ہیں۔ ۱۴۰

مصیبتوں کی طرح یہ بھی حضورؐ پر سب سے زائد ہوں تاکہ ثابت قدمی اور استقلال کا سبق خدا کے بندوں کو مل سکے۔ (۴) بہت سے مسئلے اس قسم کے ہیں کہ مردوں کے ذریعہ سے اُن کی تبلیغ ناممکن ہے اور غیر عورتوں کے سامنے انکا بیان کرنا حیا کے مخالف۔ تو اس طرح ان کی تبلیغ بآسانی ہوا (۵) کچھ خاص حکمتیں تھیں جن کا تذکرہ "ماؤں" کے تفصیلی ذکر میں آئے گا۔ (۶) اگر معاذ اللہ کوئی بُرا مقصد ہوتا تو یہ شادیاں جوانی میں کرنی چاہیئے تھیں نہ کہ پچین سال کے بعد بڑھاپے میں۔

سوال۔ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے انبیاء نے بھی ایک سے زائد شادیاں کی ہیں۔

جواب۔ کی ہیں۔

سوال۔ اُن کی تفصیل بیان کرو۔

جواب۔ سیدنا حضرت ابراہیم صلی اللہ علیہ وعلی نبینا وسلم تین بیویاں[1]
سیدنا حضرت یعقوب علیہ وعلی نبینا الصلوٰۃ والسلام چار بیویاں[2]
سیدنا حضرت موسیٰ علیہ وعلی نبینا السلام چار بیویاں[3]
سیدنا حضرت داؤد علیہ السلام وعلی نبینا۔ ۹ سے بھی زائد
سیدنا حضرت سلیمان علیہ السلام وعلی نبینا ۹ سے بہت زائد بروایت توراۃ ایک ہزار[4] بھی تھیں[5]

سوال۔ کیا ہندوؤں کے بڑے بزرگوں نے بھی ایک سے زائد بیویاں رکھی ہیں۔

---

[1-3] ماخوذ از رحمۃ للعالمین ج ۲ ص ۱۵۶۔ ۱۲۔ [4] لالہ لاجپت رائے آنجہانی نے بہت کم کیں مگر پھر بھی آٹھ تھیں۔ ۱۲

جواب۔ رکھی ہیں۔

سوال۔ اُن کی تفصیل بیان کرو۔

جواب۔ رام چندر جی کے والد مہاراجہ دسرتھ کی (تین بیویاں) کرشن جی جو بہت بڑے اوتار ہیں۔ عام شہرت کے مطابق (سینکڑوں بیویاں) راجا پانڈو کی (دو بیویاں) راجا شنتن (دو بیویاں) بچترابیج (دو بیویاں۔ ایک لونڈی)[1]

سوال۔ اُمہات المومنین کے مہر کیا کیا تھے۔

جواب۔ حضرت خدیجہ رضؓ کے ۲۰ اونٹ۔ اور حضرت ام حبیبہ رضؓ کے چار سو دینار تقریباً دو ہزار روپے۔ باقی سب کے پانسو درہم۔ تقریباً سوا سو روپیہ۔

سوال۔ حضرت اُم حبیبہ کے مہر اتنے زیادہ کیوں تھے۔

جواب۔ اس لئے کہ حبشہ کے بادشاہ نے یہ مہر رکھے تھے۔ اسی نے ادا کئے تھے۔ حضورؐ نے نہیں۔

سوال۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مہر کتنے تھے۔

جواب۔ وہی پانسو درہم۔ تقریباً سوا سو روپیہ

سوال۔ حضورؐ کی خواتین کے اور اُن کے والدین کے نام کیا کیا تھے اور کون کون سے خاندان سے تھیں نکاح کب ہوئی۔ پہلے بھی ان کا کوئی نکاح ہو چکا تھا یا نہیں۔ حضورؐ کی خدمت میں کتنے عرصہ رہیں۔ کب وفات ہوئی۔

جواب۔ ان تمام سوالات کے جوابات ذیل کے نقشہ سے نکال لو

---

[1] ماخوذ از رحمۃ للعالمین ج ۲ صفحہ ۱۴۵۔ ۱۲۔ لالہ لاجپت رائے آنجہانی نے بہت کم کیں مگر پھر بھی آٹھ مانیں ۱۲

# حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خواتین جنکو مسلمان اپنی ماں کہتے ہیں رضوان اللہ علیہن

| نمبر | اصل نام مع عرف اور والدہ کا نام | والد کا نام اور خاندان | پہلے نکاح ہوا یا نہیں اور کے نکاح ہوئے | حضور سے کب نکاح ہوا اور انکی عمر کیا تھی | کتنے عرصہ حضورؐ کی خدمت میں ہیں | وفات کب ہوئی اور کہاں | کیفیت اور کوئی خاص بات۔ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱ | ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا لقب طاہرہ دختر "فاطمہ" بنت زائدہ | خویلد قریش از اولاد قصی | دو نکاح ہوئے (۱) عتیق بن عائذ مخزومی جو لاولد مرے (۲) ابو ہالہ ہند بن نباش جنکے اولاد ہوئی۔ | حضورؐ کی عمر ۲۵ سال اور حضرت خدیجہؓ کی عمر چالیس سال | ۲۵ برس یا ۲۴ برس چھ ماہ | مکہ مکرمہ میں جبکہ حضورؐ کی عمر ۵۰ سال تھی اور حضرت خدیجہؓ کی عمر ۶۵ سال | ابو ہالہ سے تین بیٹے زندہ تھے جو مسلمان ہوئے (۱) ہند (۲) طاہر (۳) ہالہ حضرت خدیجہؓ کے مہر ۲۰ اونٹ تھے۔ |
| ۲ | ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ دختر شموس بنت قیس | زمعہ۔ قریش از اولاد لوی | پہلے سکران بن عمرو بن عبدود سے نکاح ہوا | نبوت سے دسویں برس حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد حضور کی عمر ۵۰ سال نیز حضرت | تقریباً ۱۴ سال | مدینہ منورہ ۱۹ ھ بعمر ۷۲ سال | پہلے مسلمان ہوگئی تھیں پھر شوہر کو مسلمان کیا پھر حبشہ ہجرت کرکے تشریف لیگئیں وہاں شوہر کی وفات ہوگئی۔ حضورؐ نے نکاح کرکے مصیبت زدہ بیوہ کی ہمدردی فرمائی اور دارین کی بادشاہت |

| | اصل نام مع عرف اور والدہ کا نام | والد کا نام اور خاندان | پہلے نکاح ہوا یا نہیں اور کے نکاح ہوئے | حضورؐ سے کب نکاح ہوا اور انکی عمر کیا تھی | کتنے عرصہ حضورؐ کی خدمت میں رہیں | وفات کب ہوئی اور کہاں | کیفیت اور کوئی خاص بات |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | | | | سودہؓ کی عمر ۵۰ سال | | | نوازش کردی |
| ۳ | حبیبہ محترمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ صدیقہ لقب۔ دختر ام رومانؓ زینت جن کو دنیا میں جنتی ہونے کی بشارت دی جا چکی تھی | صدیق اکبر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قریشی از اولاد مُرہ | پہلے نکاح نہیں ہوا | شوال سنہ ۱۰ نبوت یعنی جب حضورؐ کی عمر مبارک ۵۰ سال ۷ ماہ تھی نکاح ہوا تین سال بعد ہجرت کے پہلے سال شوال میں رخصتی ہوئی حضرت عائشہؓ کی عمر بوقت نکاح ۶ سال بوقت رخصتی ۹ سال | ۹ برس ۱ ماہ تقریباً | مدینہ طیبہ میں ۱۷ رمضان المبارک سنہ ۵۷ھ کو بعمر ۶۶ سال وفات ہوئی۔ | ذہانت۔ ذکاوت۔ عقل۔ سمجھ۔ علم عمل کے باعث حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیگمات میں سب سے زیادہ محبوب تھیں۔ بڑے بڑے صحابہ بڑے بڑے مسائل میں ان سے فتویٰ لیتے تھے تقریباً سوا دو ہزار حدیثیں ان سے روایت ہیں |
| ۴ | ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ دختر حضرت زینب بنت مظعون بہت پہلے مسلمان ہو چکی تھیں۔ مدینہ میں وفات ہوئی | حضرت فاروق اعظم عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قریشی از اولاد کعب | پہلے حضرت خنیس بن حذافہ سے نکاح ہوا تھا جنہوں نے حبشہ اور مدینہ دونوں جگہ ہجرت کی پھر جنگ احد میں | شعبان سنہ ۳ھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر ۵۵ سال ۶ ماہ حضرت حفصہؓ کی عمر تقریباً | ۸ سال | جمادی الاولیٰ سنہ ۴۱ھ بعمر ۶۰ سال مدینہ منورہ | |

| | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| پہنچیں۔ | | | شریک ہوکر زخمی ہوئے اور مدینہ میں وفات پائی | ۲۲ سال | میں وفات پائی | | |
| ۵ | ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ لقب ام المساکین۔ | خزیمہ قریش از اولاد بنو ہلال بن عامر | تین نکاح ہوئے (۱) طفیل سے (۲) عبیدہ سے یہ دونوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے چچا حارث کے بیٹے تھے (۳) عبداللہ بن جحش رضی سے جو جنگ بدر میں شہید ہوئے۔ | سنہ ۳ ھ حضورؐ کی عمر ۵۵ سال۔ ام المومنین کی عمر تقریباً تیس سال | دو ماہ یا تین ماہ | سنہ ۳ ھ مدینہ طیبہ میں بعمر ۳۰ سال | |
| ۶ | ام المومنین حضرت ام سلمہؓ رضی اللہ تعالےٰ عنہا اصل نام ہند | ابی امیہ عرف زاد الراکب قریشی از بنی مخزوم حضرت خالد بن ولید کے خاندان سے تھے | حضرت عبداللہ بن عبد الاسد مخزومی سے نکاح ہوا تھا جو حضورؐ کی پھوپی برہ کے صاحبزادے تھے اور حضور کے دودھ شریک بھائی بھی | سنہ ۴ ھ ماہ جمادی الثانی یا سنہ ۵ ھ ام المومنین کی عمر ۲۴ سال حضورؐ کی عمر ۵۶ سال۔ | سات سال ۹ ماہ یا سات سال | مدینہ میں سنہ ۵۹ ھ یا سنہ ۶۰ ھ میں بعمر ۸۴ سال۔ کہا گیا ہے کہ ازواج میں سب کے آخر میں انتقال | اسلام میں بہت پختہ تھیں۔ مدینہ آنے کے وقت اپنے شوہر کے ساتھ ہی ہجرت کر رہی تھیں مگر ان کے رشتہ داروں نے الگ کر دیا اور ایک شیر خوار بچہ کو ان سے لے لیا۔ شوہر نے خدا کی راہ |

| نمبر شمار | اصل نام مع عرفت اور والدہ کا نام | والد کا نام اور خاندان | پہلے نکاح ہوا یا نہیں اور کسکے نکاح ہوئے | حضورؐ سے کب نکاح ہوا اور ان کی عمر کیا تھی | کتنے عرصہ حضورؐ کی خدمتمیں رہیں | وفات کب ہوئی اور کہاں | کیفیت اور کوئی خاص بات |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | | | لانیوالوں میں تقریباً گیارھویں شخص ہیں انہوں نے حبشہ ہجرت کی پھر مدینہ طیبہ بدر میں شریک ہوئے اور پھر جنگ احد میں شریک ہوکر جمادی الاخر ۳ھ میں شہید ہوئے | | | کی وفات ہوئی | فراق ہوا تھا ایکسال برابر وہاں آئیں اور پھوٹ پھوٹ کر روئیں آخرکار سخت دلوں کا دل نرم ہوگیا اور اجازت دیدی یہ تنہا مدینہ کو روانہ ہوگئیں ایک شخص نے رحم کھاکر ان کو مدینہ کے پاس تک پہنچا دیا شوہر کی وفات |
| ۷ | ام المومنین حضرت زینب بنت جحش۔ لقب ام الحکم دختر امیمہ جو حضورؐ کی پھوپی تھیں | جحش بن ایاب قبیلہ خزیمہ از خاندان بنی اسد | پہلا نکاح حضرت زید بن حارثہ سے ہوا تھا جو حضورؐ کے آزاد کردہ غلام تھے پھر انہوں نے طلاق دیدی | ذیقعدہ ۵ھ ام المومنین کی عمر ۳۶ سال حضورؐ کی عمر ۵۷ سال۔ | ۵ سال ۲ ماہ تقریباً | مدینہ میں ۲۰ھ میں بعمر ۵۲ سال تقریباً | اس نکاح سے عرب کے اس مشہور عقیدہ کو باطل کیا گیا کہ متبنٰی یعنی لے پالک کا رشتہ خاص بیٹے جیسا ہوتا ہے اور اسکی حرام ہوجاتی ہے کیونکہ حضرت زید بن حارثہؓ حضورؐ کے متبنٰی تھے۔ |
| ۸ | ام المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ | حارث بن ابی ضرار قبیلہ بنو | پہلی شادی مسافع بن صفوان مصطلقی سے ہوئی | غزوہ بنی مصطلق کے موقعہ پر شعبان ۵ھ ام المومنین | ۵ سال ۲ ماہ تقریباً | مدینہ طیبہ میں ۵۶ھ میں بعمر | غزوہ بنو مصطلق میں گرفتار ہوکر حضرت ثابت بن قیسؓ کے حصہ میں آئی تھیں انھوں نے |

| | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | | مصطلق کے سردار | | کی عمر ۱۶ یا ۲۰ سال حضور ؐ کی عمر ۵۰ سال ۶ ماہ تقریباً | | ۶۵ سال یا ۷۱ سال | آزاد کرنے کا وعدہ کرلیا اگر اس شرط پر کہ روپیہ ادا کریں۔ روپیہ کے متعلق امداد کے حضور ؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں حضور ؐ نے روپیہ ادا کر دیا اور چونکہ سردار کی بیٹی تھیں حضور ؐ نے نکاح میں قبول فرما لیا۔ جسکا فائدہ یہ ہوا کہ سو آدمی جو اس قبیلہ کے گرفتار کر کے غلام بنائے گئے تھے اور تقسیم کئے جا چکے تھے مسلمانوں نے فوراً آزاد کر دیئے کہ انکے خاندان سے حضور ؐ کا رشتہ قائم ہو گیا ہے۔ حارث مذکور کا کام عموماً ڈکیتی تھا۔ اسکے بعد وہ بند ہو گیا مسلمانوں [illegible] |
| ۹ | ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اصل نام رملہ دختر صفیہ بنت | ابوسفیان بن امیہ حضور ؐ کے مشہور دشمن جو شہ میں | پہلا نکاح عبید اللہ بن جحش سے ہوا | سنہ ۶ھ ام المومنین کی عمر ۳۶ سال اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم | تقریباً ۵ سال | مدینہ طیبہ بن عمر ۷۲ سال | شوہر کیساتھ حبشہ گئی تھیں۔ مگر شوہر نصرانی تھے وہاں کے لوگوں سے ملکر اسلام سے پھر گئے حضور ؐ کو جب علم ہوا تو نکاح کا پیغام بھیجا۔ |

| نمبر شمار | اصل نام مع عرف اور والدہ کا نام | والد کا نام اور خاندان | پہلے نکاح ہوا یا نہیں اور کتنے نکاح ہوئے | حضور سے کب نکاح ہوا اور ان کی عمر کیا تھی | کتنے عرصہ حضور کی خدمت میں رہیں | وفات کب ہوئی اور کہاں | کیفیت اور کوئی خاص بات |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | ابو العاص | مسلمان ہوئے قریشی از خاندان بنو امیہ | | کی عمر ۳۵ سال سے زائد | | وفات ہوئی ۴۴ھ | ابو سفیان پر جو حضرت حبیبہ کے باپ تھے اس کا کیا اثر ہونا چاہئے وہ ظاہر ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ پھر کوئی جنگ نہیں ہوئی صلح کے زمانہ میں ابو سفیان مدینہ آئے بیٹی سے ملنے گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر بیٹھنے لگے حضرت ام حبیبہ نے بستر اٹھا کر دیا کہ رسول اللہ کے بستر پر کافر نہیں بیٹھ سکتا ابو سفیان بولے میرے بعد بیٹی بگڑ گئی۔ |
| ۱۰ | ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ دختر برہ بنت سموآل | حیی بن اخطب سردار بنو نضیر | کنانہ ابن ابی الحقیق سے نکاح ہوا جو خیبر کا سردار تھا جنگ خیبر میں مارا گیا۔ یہ بھی روایت ہے | جمادی الاخریٰ ۷ھ ام المومنین کی عمر ۱۷ سال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر ۵۹ سال تقریباً | تقریباً ۴ سال | مدینہ طیبہ میں وفات ہوئی بعمر ۶۰ سال رمضان | غزوہ خیبر میں گرفتار ہوئی تھیں اور حضرت دحیہ کلبی کے حصہ میں آئی تھیں مگر چونکہ سردار کی بیوی اور سردار کی بیٹی تھیں لہٰذا ان سے واپس لیکر ملکۂ دو جہان کا شرف عنایت فرمایا گیا۔ حضور |

| | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | | | کہ اس سے پہلے سلام بن مشکم یہودی سے نکاح ہوا | | | ۵۰ھ ہجری | صلی اللہ علیہ وسلم نے اول روز دیکھا کہ چہرہ پر تل ہے، وجہ دریافت کی تو بتایا کہ حضورؐ تشریف آوری سے پہلے میں نے خواب دیکھا تھا کہ چاند اپنی جگہ سے ہٹا اور میری گود میں آ پڑا حضورؐ کے متعلق واللہ مجھے کوئی خیال بھی نہ تھا میں نے اپنے شوہر سے ذکر کیا تو اس کمبخت نے تھما چار سید کیا اور کہا کہ اس شخص کی آرزو رکھتی ہے جو مدینہ ہے۔ |
| ۱۱ | ام المومنین حضرت ام میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت زینب بنت خزیمہ کی ماں شریک بہن | حارث بن حزن از خاندان بنو ہلال بن عامر | پہلا نکاح حویطب ابن عبد العزیٰ سے ہوا دوسرا نکاح ابورہم بن عبد العزیٰ سے | ذیقعدہ ۷ھ بوقت عمرہ قضا ام المومنین کی عمر ۳۶ سال۔ حضورؐ کی عمر ۵۹ سال تقریباً | سوا تین سال تقریباً | بمقام سرف جہاں نکاح ہوا تھا وہیں وفات ہوئی بعمر ۸۰ سال ۵۱ھ | |

# رشتہ دار اور لواحقین

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تائے اور پھوپیاں

سوال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کتنے تائے اور چچا تھے اور کیا کیا نام تھے۔
جواب۔ گیارہ یا تیرہ۔ سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ جناب ابو طالب اصل نام عبدمناف۔ ابولہب اصل نام عبد العزیٰ۔ زبیر۔ عبد الکعبہ۔ ضرار۔ قثم۔ مصعب۔ عرف عیدق حارث۔ مقوم۔ مغیرہ۔ حجل یا حجلار دا دل حا یھر جیم علمار کا قول یہ بھی ہے کہ حارث ہی کا نام مقوم بھی تھا۔ اسی طرح مغیرہ کا نام حجل یا حجلار بھی مانا گیا ہے اس صورت سے کل گیارہ ہوتے ہیں۔
سوال۔ ان سب میں بڑے کون تھے اور چھوٹے کون اور کون کون مسلمان ہوئے۔
جواب۔ سب سے بڑے حارث اور سب سے چھوٹے عباسؓ۔ اور صرف دو مسلمان ہوئے۔ حضرت حمزہ اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔
سوال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کتنی پھوپیاں تھیں اور نام کیا تھے
جواب۔ چھ۔ صفیہ حضرت زبیر بن عوام کی والدہ ماجدہ۔ عاتکہ۔ برہ۔ اروی۔ امیمہ۔ ام حکیم بیضا۔

سوال۔ مسلمان کون کون ہیں۔

جواب۔ حضرت صفیہ کے متعلق تو یقین ہے۔ باقی اروی اور عاتکہ کے متعلق اختلاف ہے۔

# آزاد کردہ غلام اور باندیاں

سوال۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آزاد کردہ باندیاں غلام کتنے تھے۔

جواب۔ تقریباً تیس[1] غلام اور گیارہ یا نو باندیاں اور اُن سے زیادہ کی بھی روایتیں[1] ہیں۔

## خدمت کرنے والے خادم

سوال۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص خاص خادم کون کون تھے۔

جواب۔ حضرت انس بن مالک۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود۔ حضرت ربیعہ بن کعب۔ اسلمی۔ حضرت عقبہ بن عامر جہنی۔ حضرت بلال بن رباح حضرت سعد۔ حضرت ذومخمر یا ذومخبر نجاشی بادشاہ کے بھتیجے یا بھانجے۔ بکیر بن شداخ لیثی۔ حضرت معیقیب بن ابی فاطمہ دوسی۔ حضرت ابوذر غفاری حضرت اسلع بن شریک۔ حضرت ایمن بن عبید۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

## عورتیں

ہند اسماء حضرت حارثہ کی صاحبزادیاں اور ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہم سوال۔ انہیں سے کن کن صاحب کے کیا کیا خدمت سپرد تھی

[1] ملاحظہ ہو سرور المحزون ص ۲۹۔ اور زاد المعاد ص ۳۰۔ ۱۲

سوال۔ ان میں سے کن کن صاحب کے کیا کیا خدمت سپرد تھی

| | |
|---|---|
| جوابؐ۔ حضرت ابن انس مالک رضی اللہ عنہ | ضروریات خانگی وغیرہ |
| حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ | جوتا اور مسواک کی نگرانی |
| حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ | خچری کی نگہبانی۔ سفر میں لے چلنا |
| حضرت اسلع بن شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہ | لگام کی دیکھ بھال اونٹنی کی نگرانی |
| حضرت بلال بن رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ | اذان۔ مصارف اور اخراجات |
| حضرت ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ | وضو اور استنجے کا پانی اور لوٹا |
| حضرت معیقیب بن ابی فاطمہ دوسیؓ | انگوٹھی کی نگرانی |

## مؤذن

سوال۔ حضورؐ نے کس کس کو مؤذن مقرر کیا اور کہاں کہاں

| | |
|---|---|
| جواب (۱) حضرت بلال رضی اللہ عنہ | مسجد طیبہ مسجد نبویؐ میں |
| (۲) حضرت عمرو ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ | مدینہ طیبہ مسجد نبویؐ میں۔ باری باری کبھی کوئی رات کو کبھی دن کو۔ |
| (۳) حضرت ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ | مکہ مکرمہ مسجد حرم |
| (۴) حضرت سعد قرظ | مسجد قبا۔ |

## حضورؐ کے پہرہ دار

سوال۔ کس کس نے حضورؐ کے متعلق کہاں پہرہ دیا

| | |
|---|---|
| جواب۔ حضرت سعد بن معاذؓ | جنگ بدر کے دن جبکہ حضورؐ جھونپڑی میں آرام فرما رہے تھے |
| حضرت ذکوان بن عبد قیسؓ | جنگ اُحد کے دن |
| حضرت محمد بن مسلمہ انصاریؓ | جنگ اُحد کے دن |
| حضرت زبیر رضی اللہ عنہ | جنگ احزاب کے دن |
| حضرت عباد بن بشیرؓ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ | وادی قریٰ |
| حضرت ابو ایوب انصاریؓ حضرت بلالؓ | وادی قریٰ |

؎ زاد المعاد ص ۳۰ و ص ۳۳ ج ۱-۱۲

سوال۔ پہرہ کا طریقہ کب تک جاری رہا۔

جواب۔ یوں تو حضورؐ کا بھروسہ ہمیشہ خدا کی ذات پر رہتا تھا۔ جیسا کہ غزوۂ غطفان کے موقع پر دعثور محاربی کے واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ جو ربیع الاول ۳ھ میں پیش آیا تھا۔ مگر تدبیر کے درجہ میں لوگ پہرہ لگا لیا کرتے تھے۔ مگر جب یہ آیت نازل ہوئی واللہ یعصمک من الناس (یعنی لوگوں کے شر سے خدا تمہاری حفاظت کرتا ہے) تو حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بھی بند فرما دیا۔

حدی خوان۔ سوال۔ قافلہ میں اگلے اونٹ پر جو حدی خوان ہوتے ہیں یعنی جو شعر پڑھا کرتے ہیں تاکہ اونٹ تیز چلیں وہ کون کون رہے ہیں

جواب۔ حضرت عبد اللہ بن رواحہ۔ حضرت انجشہ۔ حضرت عامر اکوع۔ اور سلمہ بن اکوع کے چچا رضی اللہ عنہم اجمعین۔

محرر۔ سوال۔ حضورؐ کے فرامین وغیرہ وقتاً فوقتاً کون کون حضرات لکھا کرتے تھے۔

جواب۔ حضرت ابوبکر صدیق۔ حضرت عمر فاروق۔ حضرت عثمان غنی۔ حضرت علی حضرت عامر بن فہیرہ۔ حضرت عبد اللہ بن ارقم۔ حضرت ابی بن کعب۔ حضرت ثابت بن قیس بن شماس۔ حضرت خالد بن سعید۔ حضرت حنظلہ بن ربیع۔ حضرت زید بن ثابت۔ حضرت معاویہ۔ حضرت شرجیل بن حسنہ رضوان اللہ علیہم اجمعین

نجبا۔ یعنی جن پر خاص توجہ رہتی ہے۔

سوال۔ وہ حضرات کون تھے جن پر خاص عنایت رہتی ہے۔

جواب۔ چاروں خلفاء۔ حضرت حمزہ۔ حضرت جعفر۔ حضرت ابوذر غفاری۔ حضرت مقداد۔ حضرت سلمان۔ حضرت حذیفہ۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود۔ حضرت عمار۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہم

---

لہ زاد المعاد ج ۲ ص ۵۲ سرور المحزون و زاد المعاد ۱۲

**عشرہ مبشرہ** سوال۔ عشرہ مبشرہ یعنی وہ دس حضرات جن کو دنیا ہی میں جنت کی بشارت دی گئی تھی وہ کون کون ہیں۔

جواب۔ چاروں خلفاء حضرت سعد بن ابی وقاص حضرت زبیر بن عوام۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف حضرت طلحہ بن عبیداللہ حضرت عبیدہ بن جراح حضرت سعید بن زید رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

## جانور۔ ہتھیار۔ اور خانگی سامان وغیرہ

**گھوڑے** (۱) سکب۔ اُحد کی جنگ میں اُس پر سوار تھے۔

پیشانی اور تین ہاتھ پیر سفید۔ بدن کا رنگ کمیت (عنابی) داہنا ہاتھ بدن کے رنگ کا۔ گھوڑ دوڑ میں حضور اُس پر سوار ہوئے وہ آگے بڑھا۔ یہ پہلا گھوڑا ہے جس کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم مالک ہوئے۔

(۲) **مرتجز**۔ اشہب یعنی سفید۔ مائل بسیاہی (۳) **الحیف**۔ ربیعہ نے ہدیہ میں بھیجا تھا (۴) **لزاز**۔ مقوقس نے ہدیہ میں بھیجا تھا (۵) **ظرب** یا **طرب**۔ فروہ جذامی نے ہدیہ میں بھیجا تھا (۶) **سبحہ**۔ یمن کے سوداگروں سے خریدا تھا۔ گھوڑ دوڑ میں تین مرتبہ اس پر سوار ہوئے اور آگے بڑھے اس کو دست مبارک سے تھپکتے ہوئے فرمایا بحر یعنی دتیز رفتار اور لانبے قدم والا گھوڑا ہے۔ سمندر کی طرح بہتا ہے (۷) **ورد**۔ تمیم داری نے ہدیہ میں بھیجا تھا۔

(۸) **ضرلبس** (۹) **ملاوح**

(دسویں کا نام نہیں ہو سکا اور اس سے زائد ۵ تک کی بھی روایتیں ہیں

**خچر** (۱) **دلدل**۔ مقوقس نے ہدیہ میں بھیجا تھا۔ سفید سیاہی مائل رنگ تھا۔ یہ سب سے پہلا خچر ہے کہ اسلام کے زمانہ میں اس پر سواری ہوئی

(۲) **فضۃ**۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ یا فروہ جذامی نے پیش کیا تھا۔

---

لہ زاد المعاد ۱۲ ۲ سرور المحزون ۱۲

(۳) اَیْلِیَّہ۔ مقام ایلہ کے بادشاہ کا ہدیہ (۴) اس کا ذکر صرف علامہ ابن قیم ؒ نے کیا ہے نام نہیں بیان کیا۔ دومۃ الجندل کے بادشاہ کا ہدیہ تھا

**درازگوش (گدھا)** (۱) یعفور یا عفیر۔ مقوقس نے ہدیہ کیا تھا رنگ سفید۔ سیاہی مائل (۲) علامہ ابن قیم نے اس کا ذکر کیا ہے نام نہیں بیان کیا۔ فروہ جذامی کا ہدیہ تھا۔

**دودھ کی اور لادو اونٹنیاں** بیس اور بروایت علامہ ابن قیم ؒ پینتالیس[۴۵] تھیں جو غابہ مقام پر رہا کرتی تھیں۔

**سانڈنیاں** دو یا تین تھیں (۱) قصواء جن کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ ہجرت کے وقت سواری میں تھی (۲) عضباء (۳) جدعا بعض نے یہ دونوں نام ایک ہی قرار دئے ہیں اور بعض حضرات نے تینوں ایک ہی اونٹنی کے نام قرار دیئے ہیں۔

**سواری کا اونٹ** ایک تھا جو اصل میں ابوجہل کا تھا۔ جنگ بدر میں مسلمانوں کے ہاتھ لگ گیا تھا۔ اس کی ناک میں چاندی کا کڑا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح حدیبیہ کے دن مکہ والوں کے پاس بطور ہدیہ بھیجدیا[۱]

**بکرے اور بکریاں** سو تھیں ان میں سے جب بچہ پیدا ہوتا تو ایک کو ذبح فرما لیتے۔ سو سے زائد نہ ہوتیں۔ ان میں سے ایک خاص بکری حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دودھ کے لئے

---

[۱] زاد المعاد ج ۱ ۔ [۲] زاد المعاد وسرور المحزون ۱۲

مخصوص تھی۔

**مُرغ** ایک مُرغ تھا رنگ سفید[1]۔ واللہ اعلم۔

**ہتیار** تلواریں (۱) **ماثور**۔ یہ سب سے پہلی تلوار ہے جو والد ماجد کے ترکہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی تھی۔

(۲) **ذو الفقار**۔ بنی الحجاج کی تھی۔ جنگ بدر میں ہاتھ لگی تھی جس کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ احد سے پہلے ایک خواب دیکھا تھا جس کی تعبیر یہ لگائی تھی کہ شکست ہو گی جو جنگ احد میں پوری ہوئی (۳) **قلعی** (۴) **تبار** (۵) **حتف**۔ یہ تینوں تلواریں بنی قینقاع کے مال میں سے ملی تھیں (۶) **قضیب**۔ یہ سب سے پہلی تلوار ہے جس کو حمائل کے طور پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہنا تھا (۷) **عضب**۔ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے پیش کی تھی (۸) **رسوب** (۹) **مجذم**

**نیزے** (۱) **مثوی** (۲) **منثنی** (۳) ایک قسم کا چھوٹا نیزہ "حربہ" جس کو نیعہ کہتے تھے (۴) چھوٹا سا نیزہ نام **عنزہ** اس کو بقرعید میں آگے لے جایا جاتا اور نماز کے وقت سامنے گاڑ کر سترہ بنایا جاتا کبھی کبھی اس کو لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم چلتے بھی تھے (۵) نام **بیضاء** بڑا نیزہ۔

**لاٹھیاں** (۱) **محجن**۔ چھوٹی سی چھڑی تھی تقریباً ایک ہاتھ لانبی۔ مونٹھ مڑی ہوئی اونٹ کی سواری کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] زاد المعاد دستر دار المحزون ۱۲

کے پاس رہتی۔ چلنے اور سوار ہونے میں بھی اس سے سہارا لیتے تھے (۲) عرجون۔ پوری لاٹھی کا آدھا (۳) ممشوق۔ پتلی چھڑی۔ شوحط درخت کی۔

**کمان** (۱) شداعو (۲) زدرار (۳) روحا (۴) صفرا (۵) بیضا (۶) کتوم جو جنگ احد میں ٹوٹ گئی۔

**ترکش** (۱) جمع (۲) کافور

**خود** (۱) موشح (۲) ذوالسبوع

**زرہ** ذات الفضول۔ یہ وہی زرہ ہے جو گھر والوں کے کھانے کے لئے تیس صاع یعنی تقریباً ڈھائی من غلہ کے عوض ابو شحم یہودی کے پاس ایک سال رہن رہی تھی اور کہا جاتا ہے کہ جنگ حنین میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی کو زیب تن فرمایا تھا (۲) ذات الوشاح (۳) ذات الحواشی (۴) سعدیہ (۵) فضہ یہ دونوں بنی قینقاع کے مال میں سے ملی تھیں۔ (۶) بترا (۷) خرنق

**ٹیکا چھڑے کا** اس میں چاندی کی تین کڑیاں تھیں

**ڈھال** (۱) زلوق (۲) فتق۔ ایک ڈھال پر کرگس کی تصویر بنی ہوئی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر دست مبارک رکھا وہ فوراً مٹ گئی

**جھنڈا** ایک نام "عقاب" تھا۔ رنگ کالا۔ باقی اور جھنڈے بھی ضرورت کے وقت بنتے رہے ہیں جن کے مختلف رنگ

تھے جھنڈیاں عموماً سفید رنگ کی ہوتی تھیں۔

**خیمہ** ایک تھا

**چار جامہ** ایک تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔

**کپڑے** جُبّے تین۔ حبری جامے دو۔ صحاری کرتہ ایک صحاری جامے دو یمنی جامہ ایک۔ سحول کرتا ایک۔ چادر پھولدار یا دھاریدار ایک سفید کمبل ایک۔ ٹوپیاں تین یا چار۔ عمامہ ایک۔ کالا کمبل ایک۔ لحاف ایک چمڑے کا بستر جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی ایک

دو کپڑے جمعہ کی نماز کے لئے مخصوص رہا کرتے تھے۔ ایک رومال دو سادہ موزے جن کو نجاشی بادشاہ نے ہدیہ میں پیش کیا تھا

## برتن وغیرہ

**بڑا بادیہ لکڑی کا۔** ایک۔ جس میں تین جگہ چاندی کی پتریاں لگا کر مضبوط جوڑا گیا تھا۔

**پتھر کا بادیہ** ایک۔ جس سے وضو فرمایا کرتے تھے۔

**پیتل یا کانسی کا کونڈا۔** ایک۔ جس میں حنا اور وسمہ گھوٹا جاتا۔ حنا کو گرمی کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سر مبارک پر رکھتے تھے۔

**پیالہ شیشہ کا۔** ایک۔

**پیتل کا بڑا کونڈا۔** ایک

**اَغزار۔** ایک۔ بڑا کونڈا جس میں چار کڑے لگے ہوئے تھے اس کو چار

آدمی اٹھایا کرتے تھے۔
ایک لکڑی کا بادیہ۔ جو اندر رکھا رہتا تھا۔ ضرورت کے وقت رات کو اس میں پیشاب کرتے تھے۔
ایک تھیلہ۔ جس میں آئینہ۔ کنگھا۔ سرمہ دانی قینچی اور مسواک ہتی تھی
ایک چارپائی۔ جس کے پائے سال کے تھے۔ جس کو حضرت اسعد رض بن زرارہ نے پیش کی تھی۔
ایک چاندی کی انگوٹھی۔ جس پر نقش تھا۔ محمد۔ رسول اللہ

تمت بالخیر

---

قیمت 0—10—0

Printed at Mahboob Printing Press, Karachi.

عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ



# تاریخ الاسلام

## حصہ سوم

دار الاشاعت کراچی